

563

**ایمینڈا****برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب****منعقدہ، 19 جون 2006****تلاوت قرآن پاک و ترجمہ****سرکاری کارروائی**

سالانہ بحث برائے سال 2006-07 پر عام بحث

(--- جاری)

## صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا پیچیسوال اجلاس

سوموار، 19 جون 2006

(یوم الاشین، 22 جمادی الاول 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پر 3 نج کر 38 منٹ پر زیر صدارت جناب پیکر چودھری محمد افضل سہی منعقد ہوا۔

تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم ۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مِنْ بَعْدِ الْقُرْآنِ كَيْفَيْتُ أَنَّ الْأَرْضَ يَرْتَهِنَ عَبْدَهُ الظَّاهِرِ<sup>۱۴</sup> إِنَّ فِي  
هَذَا الْبَلَاغَ لِغَوَّامِ غُلَامِينَ<sup>۱۵</sup> وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلنَّاسِ<sup>۱۶</sup>  
قُلْ إِنَّمَا يُؤْتَى لِلَّهُ الْحُكْمُ لَهُ الْفَاحِدُ فَهَلْ أَنْتُ مُسْلِمُونَ<sup>۱۷</sup>  
فَإِنْ تَوَلَّوْنَا تَقْفُ أَذْنَتُكُمْ عَلَى سَوَاءٍ وَلَنْ أَدْرِي أَقْرِيبُ أَمْ يَبْعِدُ  
مَا تُوعَدُونَ<sup>۱۸</sup> إِنَّمَا يَعْلَمُ الْجَهَنَّمَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَتَنَاهُونَ<sup>۱۹</sup>  
وَلَنْ أَدْرِي مَنْ لَعَلَّهُ فَتَنَاهُ لَكُمْ وَمَنْتَأْعِزُ إِلَى حَيْنِ<sup>۲۰</sup> قُلْ  
رَبِّ الْحُكْمِ يَالْحَقِّ وَرَبِّنَا التَّرَحُّمُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا نَصْفُونَ<sup>۲۱</sup>

سورۃ الانبیاء آیات 112 تا 105

اور ہم نے نصیحت (کی تکہ یعنی تورات) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ میرے نئیوں کا بندے ملک کے وارث ہوں گے ۰  
عبادت کرنے والے لوگوں کے لئے اس میں (خدائی حکوموں کی) تبلیغ ہے ۰ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جماں کے  
لئے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے ۰ کہہ دو کہ مجھ پر (خدا کی طرف سے) یہ وہی آتی ہے کہ تم سب کا معبد خداۓ واحد ہے۔ تو تم کو  
چاہئے کہ فرمانبردار بن جاؤ ۰ اگر یہ لوگ منہ پھیڑیں تو کہہ دو کہ میں نے تم سب کو یہاں (اکاہ کر دیا ہے۔ اور  
مجھ کو معلوم نہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ (عن) قریب (آنے والی) ہے یا (اس کا وقت) دور ہے ۰ اور جو بات  
پکار کر کی جائے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو تم پوچھ شیدہ کرتے ہو اس سے بھی واقف ہے ۰ اور میں نہیں جانتا شیدہ تمہارے لئے  
آزمائش ہو اور ایک مدت تک (تم اس سے) فائدہ (اخلاقتے رہو) ۰ پیغمبر نے کہا کہ اے میرے پروردگار حق کے ساتھ فیصلہ  
کر دے۔ اور ہمارا پروردگار بڑا مریبان ہے اسی سے ان باقتوں میں جو تم بیان کرتے ہو مدد مانگی جاتی ہے ۰

2006-جنوں

صوبائی اسمبلی پنجاب

568

و ما علینا الالبلغ ۰

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

پواہنٹ آف آرڈر

صحافی کے قتل پر قرارداد مذمت لانے کا مطالبہ

رانا آفتاب احمد خان: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہمارے صحافی بھائی حیات اللہ خان کا قتل ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک مشترکہ قرارداد کے ذریعے اس کو condemn کریں کہ صافت ہمارے سسٹم میں سب سے اہم piller ہے اور صحافیوں کے ساتھ اس طرح کی قتل و غارت شروع ہو گئی ہے تو میں راجہ بشارت صاحب سے درخواست کروں گا کہ ہم اس کو مشترکہ طور پر condemn کریں اور اس پر ایک Resolution لائیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! لاے منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور جو بھی آپ decide کریں گے وہ کر لیں گے۔ دیس کی جو ڈیشل انکوائری وزیر اعظم صاحب نے۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس کو condemn کرنے میں تو کوئی problem نہیں ہے کیونکہ یہ صحافیوں کے ساتھ اظہار تجھتی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ لاے منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر طے کر لیں۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے عمدیدار ان کے قتل کا نوٹس لینے کا مطالبہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! لاے منسٹر صاحب سے بات نہیں ہو سکی تو میں ان کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی ڈسکر کے سٹی صدر رانا انعام اور وہاں پر ہمارے ایڈیشن سپکر ٹری ملک صاحب کو پرسوں قتل کر دیا گیا اور ابھی تک اس پر کوئی پیشہ فت نہیں ہوئی ہے۔ یہ ٹارگٹ کانگ ہے تو میں اس بارے میں راجہ صاحب سے چاہوں گا کہ وہ خصوصی طور پر دلچسپی لیں تاکہ اس ٹارگٹ کانگ کا نوٹس لیا جائے۔

### تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب ہم تحریک استحقاق up take کرتے ہیں۔ یہ پہلی تحریک استحقاق نمبر 3 مراثیق احمد صاحب کی ہے جو کہ 7 مارچ 2006 کو move ہو چکی ہے اور آج کے لئے ہوتی تھی اور لاءِ منسٹر صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔ جی، لاءِ منسٹر صاحب! pending

### ڈائریکٹر (M-2) Maint نیشنل ہائی وے کی جانب

سے جاری کردہ مراحلہ میں معزز رکن اسمبلی پر الزام تراشی  
(--- جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن نے جب یہ تحریک استحقاق دی تھی تو میں نے اس بارے میں یہ گزارش کی تھی کہ NHA کی طرف سے اس وقت موصول ہونے والے جواب میں یہ کہا گیا تھا کہ متعلقہ آفیسر کو معطل کر کے اوایس ڈی بنادیا گیا ہے اور اس کے بعد انہوں نے یہ ہمیں کہا تھا کہ ہم اس کے خلاف انکوائری بھی کر رہے ہیں۔ آج سے پہلے جب یہ تحریک استحقاق ایوان میں آئی تو میں نے اسے pending کرنے کے لئے اس بنداد پر کی تھی کہ NHA سے دوبارہ پوچھ لیا جائے کہ جو انکوائری ہو رہی ہے اس کے outcomes کیا ہیں تو NHA نے ابھی جو رپورٹ بھیجی ہے تو ان کے مطابق متعلقہ آفیسر کے خلاف انکوائری کی گئی ہے اور وہ گنگار ثابت ہوا ہے اور وہ till to date معطل ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف انصباتی کارروائی بھی ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن اور کیا چاہیں گے کہ تقریباً دو ماہ پہلے کی بات ہے اور وہ آج تک OSD ہے اور اس کو کوئی posting نہیں دی گئی ہے۔ اس لئے میں معزز رکن سے درخواست کروں گا کہ اس کو سزا مل چکی ہے تو یہ مربانی فرمائے اور تحریک استحقاق کو press نے فرمائیں کیونکہ ہم اسے پہلے سے ہی سزادے چکے ہیں۔

جناب سپیکر: مراثیق احمد صاحب!

مراثیق احمد: جناب سپیکر! میں محترم راجہ صاحب سے پوچھوں گا کہ جس آفیسر کو انہوں نے معطل کیا ہے اس کا نام کیا ہے؟

جناب سپیکر: مر صاحب! ادھر جو نام آپ نے لکھا ہوا ہے وہی ہو گا۔

مراشتیاق احمد: نہیں جناب سپیکر! انہوں نے کسی چھوٹے آفیسر کو معطل کر دیا ہے۔ جس نے مجھے یہ لیٹر issue کیا ہے اسے تو کیا، یہ کچھ نہیں اور اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں لیٹر پڑھ کر پورے ہاؤس میں سنادوں کہ اس کی کتنی جرأت ہے کہ by name اس نے مجھے یہ لیٹر لکھا ہے اور اس کے بعد جب میں نے فون پر اس سے بات کی تو اس کے باوجود اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ میں محترم راجہ صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سا آفیسر ہے جس کو انہوں نے معطل کیا ہے کیونکہ وہ تو بدستور وہاں پر ہیں۔

**جناب سپیکر: جی، لا، منسٹر صاحب!**

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! استنسٹ ڈائریکٹر مجید کے متعلق بات کی تھی۔ میں بھی استنسٹ ڈائریکٹر مجید کی بات کر رہا ہوں۔

مراشتیاق احمد: جناب سپیکر! جس نے یہ مجھے لیٹر لکھا ہے وہ شوکت حیات صاحب ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے ڈائریکٹر لکھا ہوا ہے اور لا، منسٹر صاحب استنسٹ ڈائریکٹر کی بات کر رہے ہیں۔

مراشتیاق احمد: نہیں جناب سپیکر! استنسٹ ڈائریکٹر نے کما تھا ان کے کنے پر یہ جو مجھے لیٹر لکھا ہے وہ تو شوکت حیات صاحب نے اور جن کے ساتھ میری بات ہوئی وہ ڈائریکٹر صاحب ہیں۔ یہی تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کو تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ لیٹر پڑھ کر سنا دوں۔ آپ مربانی فرمائیں۔

**جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، لا، منسٹر صاحب!**

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جو جواب ان کی طرف سے ہمیں موصول ہوا ہے وہ میں پڑھ کر سنادیتا ہوں۔

The charges made against Mr. Mehar Ishtiaq Ahmad

MPA were not true.

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ان کا کہنا ہے کہ جس آدمی کو سزا دی گئی ہے۔ ان کی Motion تو کسی اور آدمی کے خلاف ہے۔ ٹھیک ہے یہ کمیٹی کو بھیج دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔ جناب! بھیج دیں۔

جناب سپیکر: یہ Motion میں in order قرار دیتا ہوں اور استحقاق کیمٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 17 جو کہ سید احسان اللہ وقار صاحب اور چودھری اصغر علی گجر صاحب کی ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقار صاحب: جناب سپیکر! آپ اس کو pending فرمائیں میں تحریک استحقاق نمبر 18 پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! 17 کو pending کر لیں؟

سید احسان اللہ وقار صاحب: جی، جناب! مربانی فرمائیں کہ اس کو کل تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 17 کو 24 جون تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 18 سید احسان اللہ وقار صاحب کی ہے۔

آئین کی دفعات (5) 160 اور (6) 160 کے تحت

نیشنل فانس کمیشن کی سفارشات کا اسمبلی میں پیش نہ کیا جانا

**SYED EHSAN ULLAH WAQAS:** I raise a question of privilege involving breach of privilege of this august House. The question is that under Article 160(5) the recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies. Accordingly neither the sixth award nor the seventh award formally notified by the President under Article 160(6), confirming the modified distribution formula between the Federal Government and the Provinces through the promulgation of the Distribution of Revenues and Grants-in-Aid (Amendment) Ordinance 2006 has been laid before the Assembly. If the award is not presented before the Assembly, it would not be possible for the Government to prepare and

present the Punjab Budget 2006-07 before the Assembly. By violating the provisions of the Constitution, the privilege of this august House has been infringed. Therefore, this privilege motion may be referred to the Privilege Committee for report.

جناب والا! میں اس میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں بھی میں نے اس پر پوچھنے آف آرڈر پر بات کی تھی اور اس کے جواب میں محترم لاءِ منسٹر نے یہ فرمایا تھا کہ یہ انہی ایوارڈ نہیں ہوا۔ انہی صرف اس کا ایک Presidential Order ہوا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر سلمان شاہ جو وفاقی مشیر خزانہ ہیں ان کا کل ڈان اخبار میں بالکل دو ٹوک بیان تھا کہ Award is finally changed by consensus only چھٹا ایوارڈ 2002 میں ختم ہو گیا تھا اب ساتوں ایوارڈ (Amendment) Distribution of Revenues and Grants-in-Aid کے تحت lay: ہو چکا ہے۔ ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ایوارڈ صدر کی طرف سے اس آرڈر نہیں کے تحت پیش کر دیا گیا ہے اور پنجاب اسمبلی میں یہ ایوارڈ پیش نہیں کیا گیا بجٹ بنا لیا گیا اور بجٹ میں دس جگہوں پر اس ایوارڈ کے حوالے موجود ہیں لیکن اس ایوان کو شاید اس قابل نہیں سمجھا گیا اور ایوارڈ کو پیش نہ کر کے آئین کی خلاف ورزی کی گئی۔ بد قسمتی یہ ہے کہ یہ مالیاتی ایوارڈ کے آرڈر نہیں ہو جانے کے باوجود عدم اعتماد کی یہ صورت ہے کہ کچھ دن پہلے صوبہ سندھ کے وزیر خزانہ نے اس پر ٹوٹیں عدم اعتماد کا اظہار کیا اور کل صوبہ سرحد کے وزیر خزانہ کی طرف سے بھی یہ کما گیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ایوارڈ پیش ہو گا اس پر discussion رکھی جائے۔ جو مختلف صوبائی حقوق آئین کے اندر موجود تھے بجائے اس کے کہ صوبوں کو مزید مالیاتی طور پر مستحکم کیا جائے وہ آہستہ آہستہ بہت سارے حقوق و فاق نے چھین لئے ہیں میں اس میں ہائر ایجو کیشن کمیشن کی مثال دیتا ہوں۔ تمام یونیورسٹیاں جو پنجاب حکومت کے ماتحت ہیں ان کے تمام فنڈز و فاق نے چھین لئے ہیں اور وہ سارے اختیارات و فاقی حکومت اپنے پاس لے گئی ہے ہمارے وزیر تعلیم صاحب کو ہائر ایجو کیشن کمیشن کی اس کارروائی کے حوالے سے اس بارے میں جس طرح سٹینڈ لینا چاہئے تھا مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے اس پر کتنا سٹینڈ لیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایوارڈ ہر صورت انہیں بجٹ سے پہلے پیش کرنا چاہئے تھا اور انہوں نے وہ پیش نہ کر کے پورے ہاؤس کا استحقاق مجرور کیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان recommendation کی definition بتانا چاہوں گا۔ جب فناں کمیشن تشکیل دیا گیا اس میں Constitution stakeholders میں چاروں صوبائی حکومتوں میں اور وفاقی حکومت شامل ہے اگر کسی consensus پر پہنچیں گی تو وہ recommendation ایک consensus کی خدمت میں پیش کی جائیں گی اور کی شکل اختیار کرے گا وہ recommendation صدر مملکت کی خدمت میں پیش کی جائیں گی اور پھر وہ اس ایوارڈ کو جاری کریں گے۔ اب میں ٹیکست پڑھ رہا ہوں اسی Privilege کلاز نمبر 5 کی Motion سے جو اچھی honourable احسان اللہ وقار صاحب نے پڑھا ہے۔ یہ آرٹیکل 160 کی

it read.

“The recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies.

جناب والا! اب جس Presidential Order کا ذکر میں نے پرسوں Budget discussion کے دوران کیا تھا اس کے دوپیار گرافس ہیں جو میں پڑھ رہا ہوں۔

“And whereas, the Commission could not submit its recommendations with regard to the said distribution and the matter being of urgent and national importance, cannot be further delayed. Presidential Order.”

یہ کہہ رہا ہے کہ کمیشن میں کسی قسم کی recommendation نہیں ہوئی۔ اس سے اگلے پیرا گراف کی لائین ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ:

“And whereas, it is expedient further to amend the Distribution of Revenues and Grants-in-Aid Order 1997 for the purposes, hereinafter appearing.”

تو جناب والا! جو award کی گئی ہیں۔ کمیشن نے existing award کے اندر amendments کیا اگر وہ consensus کرتا تو recommendations منتشر کیا۔ President recommendations پر recommendations کے لازم 5 کے تحت حکومت پر binding تھا۔ اس میں کوئی وقت mention نہیں ہے۔ وہ binding تھا کہ وہ پیش کیا جاتا اس معزز ایوان کے سامنے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی ضرور گزارش کرنا چاہوں گا کہ انشاء اللہ جب میں up wind کروں گا تو میں زیادہ تفصیل سے اور پوری detail میں جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کالاکھ احسان ہے جس طرح کل رانشنا، اللہ صاحب نے فرمایا کہ میں اعتماد سے اور بانگ دہل کہہ رہا ہوں تو آج بھی میں پُر اعتماد ہوں اور بانگ دہل repeat کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش کو پورا نہیں کیا بلکہ ان کی کچھ ایسی بھی بلکہ ہماری اپوزیشن کی کچھ ایسی بھی پارٹیز ہیں جو یہاں پر agitation کر رہی ہیں اور باقی صوبوں میں مختلف باتیں کر رہی ہیں۔ بہت بہت شکریہ

**جناب پیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!**

جناب ارشد محمود بگو: جناب پیکر! اس میں صورتحال یہ ہے کہ واقعی آج میں اور رانا صاحب کہہ رہے تھے کہ آج حکومت تیاری کر کے آئی ہے۔ پرسوں راجہ صاحب نے ہی ان کو بچالیا تھا ورنہ ان کی پچنے والی صورتحال نہیں تھی۔ جو نیشنل فائن ایوارڈ ہے وہ تو announce ہوا، ہی نہیں ہے اس لئے کہ صوبے اس پر متفق نہیں ہیں اگر صوبے متفق ہوتے تو وہ ایوارڈ announce ہو جانا تھا اور پیش ہو جانا تھا۔ اب چونکہ صدر نے ایوارڈ announce نہیں کیا تو صدر نے ایک آرڈیننس چاری کر دیا۔ اصولی طور پر یہ آرڈینسل 160 اور اس کا لازم 5 یہ کہتا ہے کہ جب کوئی بھی صورتحال ہو تو اس کو دونوں ایوانوں میں اور جو صوبے ہیں وہاں پیش کر دیں۔ ان کو یہ بھی پیش کرنا چاہئے تھا انہوں نے وہ بھی نہیں کیا۔

جناب پیکر! اس حکومت کو پانچ سال ہو گئے ہیں پنجاب حکومت نے اپنا موقف بلکہ موقف نہیں انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ کر صدر صاحب کو دے دیئے اور سارے صوبوں نے بقول ان کے کہ صوبہ سرحد نے اور صوبہ بلوچستان کے سوائے سندھ کے کہ اس نے یہ کہا کہ ہم روینیو کی بنیاد پر ایوارڈ وصول کریں گے۔

میری گزارش یہ ہے کہ یہ کمیٰ حکومت ہے جو اپنے سر پر کس بات کا سرا لے رہی ہے نیشنل ایوارڈ کمیشن<sup>announce</sup> ہی نہیں ہوا۔ اس پر اتنا برداشت آئینی بھر ان پیدا ہو سکتا ہے اور ہو ہے کہ یہ اس کو نہیں کر سکے۔ بہر حال میں داد دوں گاراجہ بشارت صاحب کو کہ ماشاء اللہ یہ ذہین بھی ہیں فتنیں بھی ہیں اور میں نے ان کو خطاب دیا تھا افلاطون کا توبیہ میں نے بالکل درست خطاب دیا تھا۔

جناب پیکر: جی، شکریہ۔ سید احسان اللہ وقارص!

سید احسان اللہ وقارص: جناب پیکر! میری گزارش یہ ہے کہ صوبائی وزیر خزانہ اس ایوارڈ کے متعلق مختلف explanation دے رہے ہیں economic affairs کے فیڈرل ایڈواائزر ہیں ان کی بالکل مختلف explanation ہے۔

جناب پیکر: شاہ صاحب! وہ تو آپ نے اخبار میں پڑھا ہے۔

سید احسان اللہ وقارص: جناب پیکر! اخبار میں جو کچھ چھپتا ہے وہ کیا ایسے ہی چھاپ دیتے ہیں۔ ایک تحریر فناں کے حوالے سے ہے کوئی چوری ڈکیتی کی خبر کے حوالے سے نہیں ہے۔

جناب پیکر: نہیں، اخبار کے حوالے سے اور بات ہے یہاں وزیر خزانہ کا کہنا اور بات ہے۔

سید احسان اللہ وقارص: جناب پیکر! Constitution کے اندر اس کی کوئی بات نہیں ہے یہ دو ٹوک بات ہے ڈاکٹر سلمان شاہ نے یہ کہا ہے کہ یہ ایوارڈ ہو ہے Constitution کے اندر صدر کے پاس ایوارڈ میں amendment کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

جناب پیکر: وزیر خزانہ نے جو کہا ہے وہ آپ نے سنا ہے؟

سید احسان اللہ وقارص: جناب پیکر! میری گزارش سن لیں یہ جو این ایف سی ایوارڈ ہے یہ 2002 کا اس میں صدر کے پاس اس کو amend کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے جب تک consensus نہ ہو جائے اب اگر consensus نہیں ہوا تو انہوں نے اس کا کیسے اعلان کیا ہے اب چونکہ یہ اختیار صدر کو دیا گیا تھا کہ وہ اس ایوارڈ کو issue کر دے۔ اس پر انہوں نے یہ آرڈیننس جاری کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ چلیں ان کے موقف کو میں یہ کہہ دوں کہ ایوارڈ نہیں ہوا، انہوں نے دس دفعہ اس کا بجٹ کے اندر ریفرنس دیا ہے اور اس کو اسمبلی کے اندر پیش نہیں کیا۔

جناب پیکر: جی، وزیر خزانہ!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں میری بات بھی آجائے۔ پھر یہ آکھا اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے فناں منسٹر صاحب کو floor دیا ہے۔ میں آپ کو بعد میں سنتا ہوں۔ وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ احسان اللہ وقار صاحب نے جو فرمایا ہے کہ پریزیڈنٹ صاحب اس میں amendment نہیں کر سکتے۔ میں آپ کی خدمت میں اور اس معزز ایوان کی خدمت میں آئین کے آرٹیکل 160 اور کلائز نمبر 6 کو پڑھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ ذرا دیکھ لیں۔ آئین کے آرٹیکل 160 کلائز نمبر 6 کو

#### MINISTER FOR FINANCE:

Article 160(6):- At any time before an Order under clause 4 is made, the President may, by Order, make such amendments or modifications in the law relating to the distribution of revenues between the Federal Government and the Provincial Governments as he may deem necessary or expedient.

جناب سپیکر! اس میں یہ بالکل واضح ہے کہ اگر این ایف سی کمیشن کی recommendations ہوں تو پریزیڈنٹ صاحب اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے اس میں ترمیم کر سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ ٹھیک ہے؟

سید احسان اللہ وقار صاحب: جی۔

جناب سپیکر: جی، رانا شناہ اللہ خان صاحب!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں جو وضاحت اس وقت وزیر خزانہ فرمار ہے ہیں یہ درست ہے اور اس سے ایک روز قبل جو لاءِ منسٹر صاحب نے فرمایا تھا وہ بھی درست تھا۔ دراصل بات ان کے اعتماد اور وہ جو بانگ دہل یہ فرمار ہے ہیں، یہ جو انہوں نے تقریر کیمیں سے لکھوائی ہے اس میں

دیکھیں انہوں نے کیا فرمایا ہے۔ وہاں سے بات confusion کا شکار ہوئی ہے ورنہ جو یہ وضاحت دے رہے ہیں یہ بات درست ہے لیکن انہوں نے اس تقریر میں فرمایا ہے کہ صدر پاکستان نے نئے این۔ ایف۔ سی ایوارڈ، یہاں پر کوئی amendment نہیں ہے، ایوارڈ پر صدارتی فرمان جاری کر دیا ہے اور آگے فرمارہے ہیں کہ ہم محترم صدر پاکستان کی فرم و فراست کی داد دیتے ہیں اور شکریہ adhoc، interim ہوا کرتے ہیں کہ انہوں نے صرف پنجاب کے موقف کو تسلیم کر لیا، یعنی resolve کیا ہے لیکن انہوں نے اس تقریر میں یہ کہا کہ ایوارڈ بھی جاری ہو گیا ہے، فرمان بھی جاری ہو گیا ہے اور ہمارا موقف بھی تسلیم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محرک چونکہ مزید اپنی تحریک کو press نہیں کرنا چاہ رہے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔

**ایس پی انوسٹی گلیشن فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار (--- جاری)**

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 22 محترمہ نور النساء ملک صاحبہ کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending تھی۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق کلی طور پر غلط فہمی کی بنیاد پر دی گئی ہے۔ میں نے اس دن ہاؤس میں یہ گزارش کی تھی کہ یہ چونکہ ایک ہماری معزز رکن نے پیش کی ہے اس لئے میں اس کو oppose نہیں کرتا لیکن اگر وہ مردانی فرمانیں اور میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو میں اس معااملے کو انشاء اللہ تعالیٰ حل کروانے کی کوشش کروں گا۔ اس میں پھر ہفتہ کے لئے وقت ڈیڑھ بجے کا طبقہ ہوا اور میں نے جمعہ والے دن خود فون کر کے محترمہ سے گزارش کی کہ ہفتہ والے دن ڈیڑھ بجے میں نے متعلقہ پولیس افسر کو اپنے دفتر میں بلا یا ہوا ہے۔ آپ بھی تشریف لا کیں بلکہ یہاں پر اس دن محترمہ نے جو کچھ فرمایا اس کی تائید جناب ارشد محمود گلو صاحب نے بھی کی، میں نے ان سے بھی سیالکوٹ میں فون کر کے گزارش کی کہ آپ بھی تشریف لے آئیں۔ پھر میں، ارشد گلو صاحب اور متعلقہ افسر اس دن انتظار کرتے رہے لیکن محترمہ تشریف نہیں لائیں۔ اب بھی میری ان سے استدعا ہے کہ اگر وہ وقت نکالیں، میرے ساتھ بیٹھ جائیں میں ان کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں میرٹ پر بات نہیں کرنا

چاہتا کیونکہ میرا یہ فرض ملتا ہے کہ محترمہ کی تسلی کرواؤ اور اگر ان کی تسلی نہیں ہوتی تو پھر وہ جو حکم دیں گی اس کی تعامل ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ نور النساء ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ لاءِ منستر صاحب بار بار اسی بات پر اصرار کرتے جا رہے ہیں کہ شاید میری ایس۔ پی صاحب سے بات نہیں ہوئی اور ان کے جو ریڈر ہیں انہوں نے میرے ساتھ بد تمیزی کی ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ لاءِ منستر صاحب نے میری اس تحریک کو غور سے نہیں پڑھا۔ اس میں، میں نے واضح طور پر یہ لکھا ہے کہ میری بات ایس پی انوسوی گیشنا سے بذات خود ہوئی ہے۔ اس نے نہ صرف میرے ساتھ بد تمیزی کی بلکہ میرا فون سننے سے بھی انکار کیا اور جو مدعی میری سفارش لے کر وہاں گیا تھا اس نہ صرف دفتر سے نکلا گیا بلکہ اس کے سامنے عورتوں کے بارے میں سخت غلط ریمارکس استعمال کئے گئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میرا تحریک پیش کرنے کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ یہاں پر میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہاں پر ساری ارکین اسمبلی جو ایوان میں بیٹھی ہیں یہ ان سب خواتین کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور لاءِ منستر صاحب نے جو ابھی کہا کہ میراثاً مُمَان کے ساتھ طے ہوا تھا کہ وہاں پر ارشد گو صاحب اور میں تشریف لاوں گی اور وہاں پر settlement ہو گی۔ میں نے ہی ان کو یہ کہا تھا کہ میں ارشد گو صاحب سے بات کرتی ہوں اگر میری ان کے ساتھ کوئی settlement ہو جاتی یا میں آنا چاہوں گی تو میں ایک دن پہلے ان کو اطلاع کروں گی۔ ان سے یہ پوچھا جائے کہ کیا میں نے ان کو فون کر کے کہا تھا کہ میں ڈیڑھ بجے آ رہی ہوں اور میری یہ settlement کروائی جائے۔ یہاں پر میں یہ ہمیشہ سے دیکھتی آ رہی ہوں کہ ایک تو پولیس ارکین اسمبلی سے بد تمیزی کرتی ہے اور دوسرا راجہ صاحب ہمیشہ ان defend کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ارکین اسمبلی کو ہی جھوٹا گردانے ہیں۔ یہ تو ارکین اسمبلی کا ڈبل استحقاق مجروح کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: بی بی! ایسا کرتے ہیں کہ آج کوئی ثالث رکھ لیتے ہیں۔ آپ بتا دیں کہ کون سے ثالث پر ایس۔ پی کو بلایا جائے؟

محترمہ نور النساء ملک: جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک ایوان میں پیش کی ہے اور مجھے یہیں پر اس

کا جواب چاہئے۔ آپ مریانی فرمائ کر اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ وہاں پر سارے حقوق سامنے آجائیں گے کہ کیا حق ہے اور کیا جھوٹ ہے؟

جناب پسیکر: جی، ارشد محمود گبو صاحب کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب پسیکر! اگر محترمہ نور النساء صاحبہ اس پر agree ہوتی ہیں کہ یہ معاملہ ہاؤس میں ہی آنا ہے۔ ان کو یہ تسلی ہونی چاہئے کہ جوبات بھی ہو گی، ایس۔ پی کے یالاء منسٹر کے آفس میں ہو گی وہ بھی ہاؤس میں ہی آنی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ باہر بیٹھ کر کوئی مک مکا ہو جانا ہے، وہ نہیں ہونا۔ میر اخیال ہے کہ اگر یہ مناسب تھیں تو ان کو ایک موقع دے دینا چاہئے۔ وہ آجائیں، میں بیٹھ جاؤں گا، رانا آفتاب احمد خان بیٹھ جائیں گے، رانا شاہ اللہ خان بیٹھ جائیں گے۔ ہم بیٹھ کر اس مسئلے کو settle کر لیں گے۔

جناب پسیکر: ٹھیک ہے۔ بی بی! ایس پی کو کب بلا لیں؟

محترمہ نور النساء ملک: پرسوں بلا لیں۔

جناب پسیکر: پرسوں کتنے بج؟

جناب ارشد محمود گبو: جناب پسیکر! پرسوں اجلas تو 11 بجے ہے۔ اس کے لئے 10 بجے کا تمام رکھ لیں۔

جناب پسیکر: ٹھیک ہے۔ پرسوں 10 بجے ان کو بلا لیں۔ اس کو پھر ابھی dispose of کر دیں؟ محترمہ! چونکہ مزید اس پر بات نہیں کرنا چاہ رہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک استحقاق ملک محمد اقبال چڑھ صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور یہ بھی آج کے لئے pending تھی۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب پسیکر! میں گزارش کروں گا کہ اس کو ابھی pending فرمایں۔ میں آج چڑھ صاحب سے بات کر لوں گا۔ اس کا جواب میرے پاس آ چکا ہے۔ میں ان سے بات کر لوں گا۔ اس کو pending کر لیں۔

جناب پسیکر: چڑھ صاحب! یہ 24 تاریخ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

ملک محمد اقبال چڑھ: ٹھیک ہے۔

جناب پسیکر: اگلی تحریک استحقاق جناب مدثر قوم ناہرہ صاحب کی ہے۔۔۔ ان کی request آئی۔

ہے لہذا یہ بھی 24 تاریخ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

### سرکاری کارروائی

#### عام بحث

سالانہ بحث برائے سال 07-2006 پر بحث (---جاری)

جناب سپیکر: اب ہم سالانہ بحث 07-2006 پر بحث شروع کرتے ہیں اور اب میں دعوت دیتا ہوں رانشاء اللہ خان صاحب!

رانشاء اللہ خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو بحث موجودہ حکومت نے 07-2006 کا پیش کیا ہے اس میں انہوں نے آنے والے ایکشن کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک تو یہ انتہائی محنت کے ساتھ ایک سیاسی تقریر تیار کروائی ہے اور یہ بحث پر تقریر کم اور ان کا یعنی حکومتی پر اپیلندہ زیادہ لگتا ہے۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب کی مسلم لیگ حکومت جو ہے اس کا سر آج فخر سے بلند ہو گیا ہے۔ انہوں نے اس میں تین دعوے کئے ہیں۔ ایک تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس بحث کا جنم جو ہے وہ بہت بڑا ہے اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یہ ریکارڈ بحث ہے اور اس کا جنم اتنا بڑا ہے کہ اس سے ہر طرف ہریاں اور خوشحالی آجائے گی۔ دوسرا اس میں انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ترقیاتی بحث بہت زیادہ ہے، وہ ریکارڈ ہے، unprecedented ہے اور پچھلے سالوں میں اتنا پیسا ترقیاتی کاموں پر خرچ ہی نہیں ہوا تو اس لئے بھی یہ بحث ایک انوکھی چیز ہے اور تیسرا انہوں نے کہا ہے کہ جو عوامی فلاں سے متعلق ہے یہ جن میں زراعت، رورل ڈولیپمنٹ، تعلیم اور Health Services ہیں ان میں ہم نے پہلے سے زیادہ رقم مختص کیں ہیں۔ اب اگر تو ان کے یہ تینوں دعوے آج بہار پر میں غلط ثابت کر دوں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر انھیں فخر کی جگہ پر ندامت ہونی چاہئے اور بلندی کی جگہ پر جھکا ہونا چاہئے۔ اگر ان کے یہ دعوے سچ ثابت ہو جائیں تو پھر ان کو اس پر فخر بھی ہونا چاہئے اور بلندی بھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! پہلے آپ جنم پر آ جائیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے 274۔ ارب روپے کا بحث پیش کر کے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ سرانجام دیا ہی نہیں جاسکتا تھا۔ یہ صرف ہمارا ہی کام ہے کہ ہم نے 274۔ ارب روپے کا بحث پیش کر دیا ہے۔ اب میں وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ 274۔ ارب

روپے کی رقم اگر تو واقعی اتنی بڑی ہے کہ پچھلے سالوں میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی تو پھر ٹھیک ہے اور اگر پچھلے سال بھی آپ نے قوم کا اتنا ہی پیسا ضائع کیا ہے، اتنے پیسے کے قریب قریب ہی آپ نے رقم خُورد بُرد کی ہے، ادھر ادھر کی ہے۔ جس سے قوم کا کوئی پرسان حال نہیں عام آدمی کی حالت نہیں بدلتی، زراعت کی حالت نہیں بدلتی، رول ڈولیپمنٹ بہتر نہیں ہوئی تو پھر آپ 274۔ ارب روپے میں کس طرح سے بہتری لے آئیں گے؟ یہ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ پچھلے سال کے بجٹ کا جم 224۔ ارب روپے تک 145 point something انھوں نے ضمنی بجٹ پیش کیا ہے یہ تقریباً 270۔ ارب روپے بننے ہیں۔ اب یہ فرمائیں کہ 270 اور 274۔ ارب روپے میں کتنا زیادہ فرق ہے کہ جس کی بنیاد پر قوم یہ سمجھے کہ جو یہ کارنامہ پچھلے سال نہیں کر سکے تھے وہ اس سال یہ کر دیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے تین سالوں میں انھوں نے جو بجٹ پیش کئے ہیں ان میں پچھلے سال یعنی 2005-06 کا بجٹ 224۔ ارب روپے تھا، اس سے پہلے 181۔ ارب روپے اور اس سے پہلے 149۔ ارب روپے بجٹ کا جم تھا۔ ان کے ساتھ ضمنی بجٹ ہیں اور اگر یہ کل رقم ملائی جائے، ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ دونوں ملا کر تقریباً آٹھ، ساڑھے آٹھ سوارب روپے کے قریب رقم بنتی ہے۔ جو حکمران تین سال کے عرصے میں، ساڑھے آٹھ سوارب روپے کے ساتھ اس صوبے کی حالت کو نہیں بدل سکے۔ وہ اب کیا کریں گے؟ تین سال کے بعد صورتحال یہ ہے کہ لوگ بھوک کے مارے خود کشیاں کر رہے ہیں، ہسپتا لوں میں لوگوں کو ادوبیات نہیں ملتیں، لوگوں کو روزگار نہیں مل رہا، منگالی کا یہ عالم ہے کہ ہر آدمی کے لئے جسم اور جان کا رشتہ قائم رکھنا ممکن ہوتا جا رہا ہے تو پھر جب یہ تین سال کے عرصے میں، آٹھ، ساڑھے آٹھ سو۔ ارب روپے کے ساتھ یہ کارنامہ سرانجام نہیں دے سکے تو پھر ایک سال کے عرصے میں، 274۔ ارب روپے کے ساتھ کس طرح سے یہ تبدیلی لائیں گے؟ یہ بتائیں کہ ان کے اندر کون سی تبدیلی آگئی ہے؟ وہ کون سی بے راہ روی ہے جو پچھلے تین سالوں میں انھوں نے کی تھی اور اب انھوں نے وہ چھوڑ دی ہے اور اب یہ صحیح ہو گئے ہیں۔ جو کچھ یہ سارا سال کرتے رہے ہیں میں آگے چل کر بتاؤں گا۔ ان میں وہ کون سی تبدیلی آگئی ہے جس کی بنیاد پر ہم یہ سمجھیں کہ ہم یہ اچھے بچ بن گئے ہیں اور اب یہ آئندہ سال صحیح کام کریں گے جس سے اس صوبے کی حالت بدل جائے گی؟

جناب سپیکر! ان کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ انھوں نے بہت بڑا ترقیاتی بجٹ پیش کیا ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ترقیاتی بجٹ ایک کھرب یعنی سوارب روپے کا ہے۔ اس کے بعد خود ہی کہتے ہیں کہ جی اس میں سے 12۔ ارب روپے نکال دیں۔ وہ کیوں نکال دیں؟ چونکہ وہ ہم نے ضلعی حکومتوں کو دے دیئے ہیں۔ اس کے بعد آگے چل کر کہتے ہیں کہ 23۔ ارب روپے اس میں سے اور نکال دیں۔ وہ کماں گئے؟ کہتے ہیں کہ جی ہم نے اس سے رنگ روڈ بنانی ہے۔ ٹھیک ہے رنگ روڈ لاہور کی ضرورت ہو گی لیکن لاہور میں پہلے کون سی سارا دن ٹریفک stuck ہوئی رہتی ہے کہ رنگ روڈ کے بننے سے کار و باری معاملات بہت زیادہ تیز ہو جائیں گے۔ رنگ روڈ کا اگر فائدہ ہو گا تو انھی لوگوں کو ہو گا جن لوگوں کے گھروں پر پٹواری لستے تھامے ہر شام کو بیٹھے ہوتے ہیں۔ جن کے رنگ روڈ کے ارد گرد پلازا بننے ہیں۔ جنہوں نے رنگ روڈ کے ارد گرد پل سے پر اپرٹی خرید لی ہے۔ ان کو تو رنگ روڈ سے بہت زیادہ فائدہ ہو گا اور ان میں بہت زیادہ خوشحالی آجائے گی لیکن رنگ روڈ کے بننے سے میں نہیں سمجھتا کہ لاہور بہت زیادہ خوشحال ہو جائے گا اور اگر لاہور کو کوئی پانچ دس فیصد فرق پڑ بھی جائے گا تو کم از کم باقی پنجاب میں اس سے کوئی بہت بڑی تبدیلی نہیں آئے گی۔ اب باقی 65۔ ارب روپے پتے ہیں۔ اب 65۔ ارب روپے میں سے کہتے ہیں کہ جی 70 فیصد مزید نکال دیں۔ وہ ہم نے جو going on something میں ہیں ان پر خرچ کرنے ہیں، جو پہلے ہم نے تھیاں لگائی ہوئی ہیں کہ یہاں پر 5۔ ارب روپے خرچ کریں گے، یہاں پر 10۔ ارب روپے خرچ کریں گے ہم نے ان کو دے دیا ہے۔ باقی صرف 16 point something کہتا ہے اور یہ بھی ان کا دعویٰ اسی طرح سے ہے جیسا کہ جنم کا تھا کہ جناب ہم نے اس مرتبہ بہت بڑا ترقیاتی بجٹ پیش کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! اب ان کا تیریاد دعویٰ لیجئے۔ یہ کہتے ہیں کہ وہ محکمہ جات کہ جن کا اس صوبے کی ترقی، اس صوبے کی عوام کی خوشحالی سے تعلق ہے ہم نے ان میں بہت زیادہ رقم مختص کی ہیں۔ اب اس میں پہلے نمبر پر زراعت کو لے لیتے ہیں۔ ویسے تو تمام محکمہ جات کی صورتحال اس سے مختلف نہیں ہے لیکن یہ کہا جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ہے کہ 70 فیصد آبادی زراعت کے شعبہ سے منسلک ہے اور 35 سے 40 فیصد تک افرادی قوت، working class، بھی اسی شعبہ زراعت سے وابستہ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے زراعت کے شعبہ میں بہت زیادہ رقم مختص کی ہے۔ میں محترم وزیر خزانہ سے یہ کہوں گا کہ وہ 06-07 Annual Budget Statement 2006-07 کے صفحہ نمبر 45 کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں Estimates of Development Expenditure

ہے۔ اس میں زراعت ہے اور زراعت میں انہوں نے اس سال 1185.602 ملین روپے کی رقم رکھی ہے جو کہ ایک ارب، ایک لاکھ 85 ہزار روپے بنتی ہے۔ اب صفحہ نمبر 47 پر انہوں نے اس کو further explain کیا ہے۔ اب Agriculture Development میں اس سال یعنی 2006-07 میں یہ 1185.602 ملین روپے خرچ کریں گے۔ جس کے بادرے میں یہ کہتے ہیں کہ پچھلے سال ہم نے 925.346 ملین روپے رکھے تھے جبکہ اس سال اس سے یہ زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ انہوں نے اس رواں مالی سال میں Agriculture Development کے لئے 925 ملین روپے رکھے تھے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس دفعہ جو انہوں نے 1185.602 ملین روپے رکھے ہیں اس کا یہ ذرا حساب لگایں کہ یہ کتنے فیصد بتتا ہے۔ وہ جنم جس کے متعلق یہ پورے صوبے میں بتاتے نہیں تھتے۔ 274۔ ارب روپے کا جنم اور اس میں انہوں نے زراعت کے لئے ایک ارب روپے رکھا ہے۔ اگر 100۔ ارب روپے ہوتا تو وہ ایک فیصد بتتا، اگر 200۔ ارب روپے ہوتا تو وہ 5 فیصد بتتا اور اب 274۔ ارب روپے ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ 07۔ فیصد کے قریب بنے گا۔ پچھلے سال انہوں نے 925 ملین روپے رکھے تھے یعنی ایک ارب روپے سے کم رقم تھی۔ اب اگر انہوں نے وہ 925 ملین روپے اس سال میں خرچ کر لئے ہیں تو پھر ٹھیک ہے یہ ایک ارب روپے بھی خرچ کریں گے لیکن انہوں نے ایسا کیا کہ اس کو بعد میں revise کیا اور کر کے Agriculture Development بجٹ کے لئے جو 925 ملین روپے تھا اسے 787 ملین روپے کر دیا۔ یہ جناب آپ دیکھ لیں کہ یہ 138 ملین روپے کی انہوں نے غریب کسان پر چھری چلائی ہے۔ یہ غریب کسان جو agriculture development کی interested ہے۔ جو چاہتا ہے کہ مجبہ اچھی کھاد میرے کھیت میں ایسا نج ہو جس سے میری زیادہ فصل برداشت ہو۔ جو چاہتا ہے کہ ایگر یہ کھاد ملے۔ جو چاہتا ہے کہ ایگر یہ کلچر کی ڈولیپمنٹ ہو اور ڈولیپمنٹ کی بنیاد پر میری بھی خوشحالی ہو۔ یہ اسے 925 ملین روپے سے 787 ملین روپے پر لے آئے یعنی انہوں نے اس رواں مالی سال میں ایگر یہ کلچر کی ڈولیپمنٹ میں 138 ملین روپے کا cut گایا ہے۔

جناب والا! آپ اس بات سے محظوظ ہوں گے کہ میں نے سوچا کہ انہوں نے غریب کسان پر 138 ملین روپے کا جو cut گایا ہے۔ انہوں نے ایگر یہ کلچر کا بجٹ جو 138 ملین روپے کم کیا ہے۔ ان کو کون سی ایسے جنسی آئی ہے؟ یا ان کو کون سی مصیبت پڑی کہ انہوں نے ایگر یہ کلچر کی ڈولیپمنٹ پر کھی ہوئی رقم میں سے 138 ملین روپے کم کر دیا تو میں نے کما کہ میں ضمنی بجٹ میں

دیکھوں کہ یہ رقم کہاں خرچ ہوئی ہے؟ انہوں نے ضمنی بجٹ میں کہیں دس کروڑ روپے خرچ کیا کہیں 100 ملین روپے خرچ کیا اور کہیں کتنا خرچ کیا لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ 138 ملین روپے کی رقم ملنی چاہئے۔ جیسے کہتے ہیں کہ چوری کا ”مال سگواں“ اصل حقیقی برآمد ہونا چاہئے۔ اس کا نقصان پورا نہیں کرنا چاہئے چور کے بکثرتے کا مزراں اسی میں ہے کہ چور سے ”سگواں“ مال لیا جائے تو میں نے یہ دیکھنا شروع کیا کہ انہیں اس سال کون سے معاملات درپیش آئے جس وجہ سے ان کو 138 ملین روپے غریب کسانوں سے کاٹنا پڑا۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ضمنی بجٹ کے صفحہ 35 پر مجھے 138 ملین روپے کی exact figure مل گئی کہ انہوں نے غریب کسان کے حق پر ڈالا مارتے ہوئے 138 ملین روپے اٹھایا اور یہاں پر خرچ کیا۔ جب میں نے اس کے مقابل پڑھا کہ یہ کہاں پر خرچ کیا ہے تو وہاں پر لکھا ہے کہ:

Funds for purchase of transport and other items for  
Ministers, Advisors and Parliamentary Secretaries.

#### (اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم کے نعرے)

جناب والا! یہ ان کا trend ہے کہ اگر یکلچر سے 138 ملین روپے کو cut کرتے ہیں اور اسی سال میں 138 ملین روپے کی کاریں منگوائتے ہیں اور وہ منسٹر اور پارلیمنٹی سیکرٹریز کو دیتے ہیں۔ انہوں نے پچھلے سال بھی کاریں منگوائیں۔ انہوں نے اس سے پچھلے سال بھی کاریں منگوائیں۔ جب یہ پہلے سال منسٹر بننے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے پرانی کاریوں پر نہیں چڑھنا ہمیں نئی کاریں منگوا کر دیں تو انہوں نے اس سال بھی نئی کاریں منگوائیں۔ یعنی یہ ہر سال نئی کاریں منگوائتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کاریں کہاں جاتی ہیں؟ کیا یہ چوری کروادیتے ہیں؟ نیچ دیتے ہیں؟ کہاں جاتی ہیں؟ کیونکہ ایک سال میں کار خالع تو نہیں ہو جاتی۔ انہوں نے اس سال ایگر یکلچر کی ڈولیمپنٹ پر 138 ملین روپے خرچ کرنا تھا وہ نہیں کیا بلکہ اس کی کاریں منگوائیں ہیں۔

جناب والا! next item is Agriculture Improvement and

اس دفعہ انہوں نے کہا کہ ہم نے اس پر 831 ملین روپے رکھ رہے ہیں۔ اب اگر آپ Reserach 831 ملین روپے کی ratio ان کے حجم کے ساتھ نکالیں تو وہ تقریباً 7:00:00 نتی ہے اور ویسے بھی یہ حکومت اپنی حرکات کے حساب سے 7:00:00 یہ لگتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ اگر یکلچر کی

کا معاملہ ہے۔ ریسرچ کا معاملہ ہے۔ یہ اس پروفیشن، اس ڈیپارٹمنٹ کی improvement ریسرچ کا معاملہ ہے جس سے اس صوبے کی 70 فیصد آبادی وابستہ ہے۔ 70 فیصد سے مراد یہ ہے کہ 5 کروڑ روپے 70 لاکھ روپے آدمی اس پیشہ سے وابستہ ہیں یعنی اس صوبے کی overwhelming majority اس پروفیشن سے والستہ ہے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم فی ایکڑ pesticides پیداوار میں سب سے پیچھے ہیں بلکہ انڈیا سے بھی پیچھے ہیں۔ ہم ساری دنیا سے منگواتے ہیں۔ ہم یہاں پرپوری کھا پیدا نہیں کر رہے اور اس میں ہمیں طینکنالوچی اور ریسرچ کی اتنی ضرورت ہے جس کی کوئی انتہا نہیں لیکن ہم نے اس میں صرف 831 ملین روپے رکھا ہے۔ جناب! میں ان کے اس دعوے کو بھی قبول کر لوں کہ ہم نے ہر چیز میں بہتر رقم مختص کی ہے۔ انہوں نے پچھلے سال کیا کیا تھا؟ اگر لوڈ ہمی صاحب سو نہیں رہے تو وہ میری بات کو ذرا غور سے سن لیں کہ انہوں نے پچھلے سال 432 ملین روپے ریسرچ پر رکھے۔ اگر انہوں نے 432 ملین روپے خرچ کر دیا ہو تو میں مان لوں کہ یہ 831 ملین روپے بھی خرچ کر دیں گے لیکن ہوا یہ کہ لوڈ ہمی صاحب سارا سال سوئے رہے اور انہوں نے اس میں سے 146 ملین روپے cut کر دیا اور اسے revise کر کے 186 ملین روپے کر دیا۔ یہ آپ کی بک میں figures لکھے ہوئے ہیں میں خود سے کوئی نوٹ تیار کر کے نہیں لایا۔ یہ Agriculture Improvement and Research آپ نے اس کے لئے بجٹ 06-2005 میں 432.183 ملین روپے رکھا تھا لیکن اس کے بعد لوڈ ہمی صاحب کی غفلت کی وجہ سے یہ 186 ملین روپے رہ گیا۔ انہوں نے اس میں سے 146 ملین روپے cut کر لیا۔۔۔

وزیر زراعت: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لوڈ ہمی صاحب پوانٹ آف آرڈر پر ہیں۔ آرڈر پلیز۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اس کے باوجود ہم نے ایک کروڑ بارہ لاکھ bales پیدا کی ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان پوانٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں راناشاء اللہ خان سے agree نہیں کرتا یہ وزیروں کی بات کر رہے ہیں۔ اگر تو اس بجٹ میں وزراء کوئی عمل دخل ہوتا تو یہ ضرور ان سے پوچھتے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: یہ ادھر جو کلرک بیٹھے ہیں ان سے پوچھا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا شناہ اللہ خان صاحب!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! میرے بھائی رانا آفتاب احمد خان صاحب نے بالکل صحیح نشاندہی کی ہے لیکن ان figures پر جھوٹ بولنے اور انھیں جھوٹا defend کرنے کی ذمہ داری تو انہی کی ہے۔ وزیر زراعت: رانا صاحب! اصل figures پڑھیں۔

رانا شناہ اللہ خان: یہ اصل 432 اور اس کے آگے 186 لکھا ہے میں نے کوئی غلط کہا ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! پیروز آ گے چلیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! اس حکومت کا کیا رجحان ہے؟ وہ ایک طرف کہتی ہے کہ ہم نے ہر چیز میں بہت رقم مختص کر دی ہے۔ ہم نے یہ کر دیا ہے۔ بھائی! ایکر یکچھر آپ کا basic department ہے۔ صوبے کی 70 فیصد آبادی اس سے منسلک ہے۔ آپ نے پچھلے سال اس کی مد میں ڈویلپمنٹ کے لئے 925 ملین روپے رکھا پھر اس میں سے 138 ملین روپے کاٹ کر اس کی کاریں خرید لیں۔ پھر 432 ملین روپے رکھا جو 186 ملین روپے رہ گیا یعنی انھوں نے اسے revise کر کے مزید نیچے کر دیا۔ اب یہ فرمار ہے ہیں کہ اس کے باوجود ہم نے اتنے کروڑ bales کی ہیں۔ وہ اس زمیندار کو دادیں، اس کسان کو دادیں جو آپ کے ان الملواں تملوں کے باوجود کہ آپ اس کی جیب پر اس کے حق پر کس طرح قبضہ کر کے بیٹھے ہیں کہ آپ اسے 07. فیصد دیتے ہیں جبکہ وہ 70 فیصد ہے اور اس میں سے بھی کاٹ لیتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ کھیت میں محنت کرتا ہے لیکن آپ کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی bales کیاں۔ آپ نے کیا پیدا کیا؟ اگر آپ نے پیدا کی ہوتیں تو یہاں پر 432 ملین روپے کی بجائے آگے پڑھنے کے لئے مجھے 832 ملین روپے ملتا یا 2432 ملین روپے ملتا اور 432 ملین روپے کے مقابلے میں 186 ملین روپے نہ ملتا اور 925 ملین روپے کے مقابلے میں 787 ملین روپے نہ ملتا۔

جناب والا! اب آگے ایکر یکچھر کے متعلق ہی لیتے ہیں۔ رورل ڈویلپمنٹ کو لے لیتے ہیں۔

انھوں نے دیسی ترقی کا بہت چرچا کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم نے اتنی زیادہ رقم مختص کر دی ہے کہ اب

اس میں کسی قسم کی گنجائش نہیں رہی۔ میں محترم وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا اور میں ان سے یہ بھی کہوں گا کہ میں جب تک figures پڑھ رہا ہوں اگر میں کوئی figure ڈھنڈو تو آپ مجھے اسی وقت روک دیں۔ یہ رورل ڈولیپمنٹ پروگرام ہے اور اس کے نیچے ڈولیپمنٹ لکھا ہوا ہے اور اس کے آگے آپ نے لکھا ہے ایک ہزار سات سو پانچانوے ملین روپے اور ساتھ ہی کالم سال 2005-06 کا ہے وہاں پر لکھا ہے پانچ ہزار ایک سو چودہ ملین روپے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ پانچ ہزار ایک سو چودہ ملین روپے خرچ کئے ہیں رورل ڈولیپمنٹ پروزیادہ تھے یا جو آپ اس سال ایک ہزار سات سو پانچانوے ملین روپے خرچ کرنا چاہتے ہیں یہ زیادہ ہیں؟ یہ آپ کس طرح سے کہتے ہیں کہ آپ basic departments پر زیادہ پیسے خرچ کر رہے ہیں۔ اگر آپ اس کی تفصیل دیکھیں تو ان کا کوئی اور معاملہ سامنے آتا ہے یہ دیکھیں کہ انہوں نے کیا کیا ہے۔ یہ ڈولیپمنٹ کا estimate ہے اس میں صفحہ 559 of charged expenditure ہے یہ صفحہ آگے 577 تک چلتا ہے اس میں انہوں نے کسی سکیم کے لئے کوئی پیسا نہیں رکھا۔ یہ آپ دیکھ لیں 2006-07 کا کالم بالکل خالی ہے اب ان کے پاس یہ بک ہے نہیں ورنہ یہ اس کو دیکھ لیتے اس میں جو صفحہ 1566 ہے اس کے چار جگہوں پر رقم رکھی ہوئی ہے اور وہ رقم exact ہی نہیں ہے جتنی یہ ہے 1795، اور وہ کیا ہے for upgrading of village as model ہے block allocation ہے village in Punjab اب دیکھیں یہ کتنی بڑی زیادتی ہے اس سیاسی نظام کے ساتھ بھی، ان اسمبلیوں کے ساتھ بھی اور ان ممبر ان سے بھی کہ بجٹ میں ایک block allocation کو رکھ دیا ہے اور اس block allocation کا کمایہ گیا ہے کہ یہ ہم upgrading کریں گے model کے villages بنائیں گے اور کماں بنائیں گے، پنجاب میں۔ آپ پنجاب میں کماں بنائیں گے؟ اگر آپ کا دل چاہے تو آپ سارے گجرات کے villages میں ان کو model بنادیں اور آپ کا دل چاہے تو آپ لاہور کے ارد گرد بنادیں۔ اگر آپ نے Budget document کو اس معزز ہاؤس کو پاس کروانا ہے اور اس کو discuss کرنا ہے تو کم از کم آپ اس کی تفصیل دیں۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کس ضلع میں اور ضلع وائز ایک ایک گاؤں کو upgrade کرنا چاہتے ہیں آپ فلاں فلاں گاؤں کو upgrade کرنا چاہتے ہیں اب اسی میں کسی گاؤں میں نالی بن رہی ہے، کسی سکول میں کمرہ بن رہا ہے، کسی سکول میں سائنس لیبارٹری بن رہی ہے جب ایک لیبارٹری کے کمرے کی تفصیل یہاں پر دی جاسکتی ہے، جب ایک سکول کے گیٹ کی تفصیل یہاں پر دی جاسکتی ہے تو یہاں پر پھر block

allocation for upgrading of villages as model village in Punjab کی تفصیل بھی دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح سے اس میں ایک اور بڑی amount 693 میں روپے ہے وہ ہے پنجاب میونسپل سروسز اور یہ پر اجیکٹ ورلڈ بانک کی طرف سے assisted ہے یہ رقم جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے رول ڈولیپمنٹ میں بہت زیادہ مختص کر دی ہے اور ہم اس میں بہت زیادہ پیسا خرچ کر رہے ہیں تو یہ جو ایک ہزار سات سو بیچانوے میں خرچ کر رہے ہیں اور اس میں سے بھی 693 میں روپے کی رقم ان کو funded ہے اور باقی رقم جوانوں نے دی ہے اب آپ ایک ہزار سات سو بیچانوے میں میں سے چھ سو ترانوے میں نکال دیں تو یہ تقریباً گیارہ سو میں کے قریب رہ جاتی ہے۔ یہ رول ڈولیپمنٹ میں بھی جو فرمار ہے ہیں کہ ہم اس سال estimate کے مطابق پچھلے سال سے تقریباً 1/4 ہے یعنی اتنے پیسے خرچ کریں گے ان کے اپنے کس طرح سے رقم خرچ کریں گے۔ اس میں انوں نے ایک اور کام کیا ہے آپ ان کی budget speech میں ان کا سر فخر سے بلند ہوا تھا میر اخیال ہے کہ اب شاید نہ رہا ہو۔ یہ جو یہاں پر figures دیتے ہیں یہ غلط اعداد و شمار پیش کرتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ ان کو جان بوجھ کر confuse کرنے کے لئے تاکہ لوگوں کو سمجھنے آسکے اور لوگ ابھام میں پڑ جائیں اور ہمارا جھوٹ کپڑا نہ جائے۔ اب ان کا صفحہ نمبر 9 کا یہ 403 ہے اس میں انوں نے کہا ہے کہ رواں مالی سال میں 4.5۔ ارب روپے مختص کئے۔ یہ انوں نے کہا کہ ماضی میں نکاسی و فراہمی آب کا شعبہ عدم توجہ کا شکار رہا ہے لہذا ہماری حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب اس پر پوری توجہ دیں گے اور ہماری حکومت نے اس شعبے میں نمایاں، یعنی ہر جگہ پر نمایاں کافی ضرور ہے، نمایاں مالی اضافہ کیا ہے۔ رواں مالی سال میں 4.5۔ ارب روپے مختص کئے اور اگلے مالی سال میں 5.2۔ ارب روپے تجویز کئے یہ رقم شری اور دیکی نکاس و آب رسانی کی سکمیوں پر صرف کی جائیں گی۔ اب یہ صفحہ 45 ہے جس پر لکھا ہوا ہے "واٹر سپلائی" اور اس کے کالم کے آگے لکھا ہے 2005-06 کے لئے 45 سو میں یعنی 4.5۔ ارب روپے جوانوں نے کہا ہے کہ ہم نے 4.5۔ ارب روپے مختص کئے تھے یہ وہی ہے اور اس سال انوں نے کہا ہے کہ اس سال ہم نے 5.2۔ ارب، یعنی بات یہ ہوئی کہ انوں نے پچھلے سال 2005-06 کی annual statement ہے اس کے صفحہ 45 پر لکھا ہے "رول ڈولیپمنٹ" اور آگے لکھا ہے 4.5۔ ارب یعنی جو سال 2005-06 ہے اس میں یہ 4.5۔ ارب روپے واثر

سپلانی کے تھے جو کیا نی صاحب نے خرچ کئے ہیں۔ کیا نی صاحب سے میں نے پوچھا کہ کیا نی صاحب! جو اس دفعہ بجٹ آیا ہے اس کے estimate of development expenditure میں آپ کی رورل سپلانی ہے ہی نہیں تو یہ مجھے کہنے لگے نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ تو ہے، میں نے کہا کہ یہ آپ پڑھ لیں اس میں کہیں رورل سپلانی نہیں ہے۔ اب انہوں نے کیا کیا ہے انہوں نے یہ کیا ہے کہ اب فیصل آباد میں جو دوسرے شروں میں شری علاقہ ہے وہاں پر ناقص واٹر سپلانی کی وجہ سے پر ابلمپ بیدا ہوا وہاں پر لوگ متاثر ہوئے اور لوگ مرے تو پچھلے سال انہوں نے اربن واٹر سپلانی کے معاملے میں کوئی رقم مختص نہیں کی تھی اور انہوں نے تمام رقم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو اور TMAس کو بھیجی تھیں اب انہوں نے یہ کیا کہ حتیٰ رقوم انہوں نے وہاں پر block allocation کے طور پر بھیجی تھیں وہ انہوں نے تمام کی تمام غیر ترقیاتی اخراجات میں صرف کری اور کسی جگہ پر بھی واٹر سپلانی یا کوئی development کا کام نہیں ہوا۔ اب انہوں نے یہ کہا کہ اب اگر ہم اس مرتبہ بھی اس کے لئے کوئی رقم علیحدہ سے مختص نہیں کرتے تو پھر تو براشور پڑے گا کہ آپ نے واٹر سپلانی پر کوئی رقم مختص نہیں کی تو انہوں نے 06-2005 میں رورل واٹر سپلانی میں سے لفظ رورل کو کاٹ دیا یعنی ان کی کاریگری دیکھیں کہ لفظ رورل کو کاٹ کر صرف واٹر سپلانی رہنے دیا اور اسی 4.50- ارب روپے کا 20.5- ارب روپے بنادیا اور یہ بات کر دی کہ ہم نے بہت بڑی رقم مختص کر دی ہے حالانکہ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر پچھلے سال رورل واٹر سپلانی کے لئے 4.5- ارب روپے تھا اور اس سال آپ نے تمام شروں کو نیچ میں شامل کر لیا ہے تو یہ رقم پہلے سے کم ہو گئی یعنی یہ رقم پہلے سے زیادہ نہیں ہوئی۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پر لیں گیلری والے باہر جا کر حیات اللہ خان کے حوالے سے مظاہرہ کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ آپ کوئی وزراء کرام کے ذمے لگائیں کہ وہ انہیں واپس لے آئیں۔

جناب سپیکر: جی، لاءِ منظر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انہوں نے واک آؤٹ نہیں کیا۔ پر لیں گیلری کی طرف

سے مجھے یہ چٹ موصول ہوئی تھی کہ آج اسے سبیلی کے باہر پی۔ یو۔ جے نے مظاہرہ کرنا ہے اور وہ ان کے ساتھ اظہار تکمیل کے طور پر گئے ہیں اور وہ واپس تشریف لے آئیں گے۔ انہوں نے واک آؤٹ نہیں کیا۔

رانا تجمیل حسین: پونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا تجمیل حسین: جناب سپیکر! وہ سیڑھیوں پر بیز لے کر کھڑے ہیں اور ایک صحافی کے قتل پر احتجاج کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں پنجاب اسمبلی کی سیڑھیوں پر صحافی برادری بیٹھی ہے تو ہمیں تکمیل کے لئے ان کے پاس جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: انہوں نے واک آؤٹ نہیں کیا۔ لاہور صاحب کی بات ہو گئی ہے وہ واپس آرہے ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں آپ۔ جی، رانا شاہ اللہ صاحب!

رانا شاہ اللہ خاں: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے روول ڈیلپہنٹ اور روول واٹر سپلائی کے لئے روائی سال میں جو 4.5۔ ارب روپے رکھا تھا اس میں انہوں نے تھوڑا سا اضافہ کر کے 5.2۔ ارب روپے کیا اور اس کے ساتھ سے روول کا لفظ کاٹ کر اس کو واٹر سپلائی بنادیا۔ اب یہ پہنچنیں چلے گا کہ گیلانی صاحب کے پاس کیا ہے اور کیانی صاحب کے پاس کیا ہے۔ انہوں نے ان دونوں میں معاملے کو گڑبرد کر دیا ہے جبکہ میں تکمیل ہوں کہ روول واٹر سپلائی کے لئے 4.5۔ ارب کی بجائے 6۔ ارب روپے ہونے چاہئے تھے اور ان کو چاہئے تھا کہ ارب ان ایرویز کے لئے علیحدہ سے رقم مختص کرتے تھے ایک لیکن ایک لفظ روول کاٹ کر انہوں نے یہ سوچا ہے کہ ہم اس طرح سے اس بات کو برابر کر دیں گے کہ ہم نے اس سلسلے میں بہت زیادہ رقم خرچ کی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد آپ ایجو کیشن پر آ جائیں۔ اب یہ فرمارہے ہیں کہ ہم نے ایجو کیشن پر بہت زیادہ رقم خرچ کی ہے۔ اس سال کے جو Estimate of Development affairs ہیں اس میں Education expenditure ہے 9312 روپے 7586 میں سال انہوں نے یہاں پر development side پر 7586 میں روپے رکھا تھا۔ اب اگر اس چیز کو دیکھا جائے کہ پچھلے سال انہوں نے ایجو کیشن کی 9312 میں روپے رکھا تھا اور اس سال 7586 میں روپے رکھ رہے ہیں یعنی 7۔ ارب روپے کی بجائے 9۔ ارب روپے رکھ رہے ہیں

تو پھر توہیک ہے کہ انہوں نے اضافہ کیا ہے اور ان کا سرفخر سے بلند ہونا چاہئے لیکن اگر یہ نیج والا کام پڑھیں جس میں یہ revised estimate ہے کہ پچھلے سال انہوں نے 7۔ ارب روپے رکھا تھا بعد میں revise کر کے اسے 1379۔ ارب روپے کر دیا تو جناب! جب انہوں نے revise کر کے اس 7۔ ارب 58 کروڑ روپے کی رقم کو ایک ارب اور 37 کروڑ روپے کر دیا تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ یہ کس طرح سے کہہ رہے ہیں کہ ہم side development پر بہت زیادہ رقم خرچ کر رہے ہیں۔ یہ انہی کے دیئے ہوئے ہیں، یہ 2005-06ء کا estimated figure کا figures ہے اور اس کا revised figure ہے اور اس کے بعد یہ دوبارہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس پر 9۔ ارب روپے خرچ کریں گے۔ جب آپ نے پچھلے سال 7۔ ارب روپے اور something development side کے بعد اسے آپ رکھا اور اس کے بعد اسے آپ کوں لفین کرے کہ اس رواں سال میں تو آپ ایک ارب خرچ کر رہے ہیں اور اب کہہ رہے ہیں کہ ہم 7۔ ارب کریں گے تو انہوں نے یہاں بھی بالکل غلط اعداد و شمار سے کام لیا ہے، جو facts and figures books میں بتاتے ہیں وہ بھی ہیں کہ انہوں نے پچھلے سال تقریباً 6۔ ارب روپیہ ایجو کیش کی development side پر کم خرچ کیا ہے جو انہوں نے پچھلے مالی سال میں مختص کیا تھا۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے انہوں نے بڑے دکھ کے ساتھ یہ بات کی ہے کہ لاءِ اینڈ آرڈر کی صورتحال بڑی خراب ہے اور کہہ رہے ہیں کہ اس موقع پر لاءِ اینڈ آرڈر کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور ہماری حکومت نے پولیس اور جیل خانہ جات میں بڑی نمایاں خدمات سرانجام دینے اور بہت زیادہ بڑی رقم مختص کرنے کا ارادہ کیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ پہلے 8۔ ارب روپے تھاب اسے بڑھا کر 20۔ ارب روپے سے زائد کر دیا گیا ہے اور کیوں کر دیا گیا ہے یہ فرماتے ہیں کہ حکومت کو احساس ہے کہ عوام کے جان و مال کی حفاظت اس کا اولین فرض ہے اس کے لئے وسائل کی فراہمی میں بھل اپنے ہی پیروں پر کلمائی مارنے کے مترادف ہے تو اس لئے انہوں نے کہا ہے کہ ہم اپنے پاؤں پر خود کلمائی نہیں ماریں گے اور ہمیں اس بات کا بڑا احساس ہے اس لئے ہم نے اس رقم کو 20۔ ارب روپے کر دیا ہے۔ اگر یہ بک ہی بتائے کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں انہوں نے کوئی اضافہ نہیں کیا بلکہ اس میں کمی کی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ویسے تو وزیر خزانہ بڑے شریف آدمی ہیں اور میں ذاتی طور پر ان کی قدر کرتا ہوں لیکن یہ بد قسمتی ہے کہ ان اعداد و شمار کو defend کرنے کی

ان کی ڈیوٹی ہے اور اس لئے مجھے پھر انہیں مخاطب کرنا پڑتا ہے ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ by nature یہ نہیں ہے کہ وہ اس قسم کے غلط معاملات کو defend کریں۔ اگر یہ document ثابت کر دے کہ [\*\*\*\*\*]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا شناہ اللہ خان: کون سے جناب!

جناب سپیکر: یہ [\*\*] والا غیر پارلیمانی ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: اچھا، ٹھیک ہے۔ غلط بیانی کی ہے۔ جناب سپیکر! اگر یہی ثابت ہو جائے کہ انہوں نے یہ غلط بیانی کی ہے تو پھر ان کا سرفخر سے بلند ہونے والا کہاں گیا اور کہاں گیا ان کا عوام کے جان و مال کی حفاظت کرنے والا فرض۔ میرا خیال ہے کہ ایک تو محترم وزیر خزانہ صاحب کے پاس بجٹ کی بُکس کوئی نہیں ہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ Current page 41 پر 30 Expenditure 2006-07 میں آس میں آپ اور سے نیچ کوئی Police figure ہیں۔ اس میں آپ اور سے نیچ کوئی 30 آٹا ہے۔ آپ نوٹ فرمائیں کہ انہوں نے 2005-06 Budget Estimate کیا تھا۔ انہوں نے روای مالی سال میں پولیس پر 20.407 ارب روپے خرچ کئے ہیں یعنی 20 ارب 46 کروڑ روپے انہوں نے اس سال خرچ کئے ہیں اور اب انہوں نے 20 ارب 27 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ اب یہ مجھے بتادیں کہ 20 ارب 46 کروڑ روپے زیادہ ہوتے ہیں یا 20 ارب 27 کروڑ روپے زیادہ ہوتے ہیں اور اگر واقعی 20 ارب 46 کروڑ روپے زیادہ ہیں تو پھر انہوں نے یہ کیسے کما ہے۔ ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے یعنی ان کو اس بات کا کوئی احساس نہیں ہے کہ بجٹ تقریر ہم تیار کریں اور اس میں جو مرضی ہو جھوٹ لکھ دیں، جو مرضی ہو کہہ دیں، جہاں سے مرضی ہو بات لا کر درج کر دیں ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

وزیر خزانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

\* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی تصحیح کرنا چاہوں گا۔ میری

خواہش تھی کہ میں جب wind up کروں تب ہی ان کے تمام پوائنٹس پر بات کروں لیکن چوتھی یا پانچیں دفعہ بدستور یہ ایک غلطی کو دھرا رہے ہیں۔ جو budget estimates ہیں، ان کو بجٹ ہی کے ساتھ compare کریں۔ We can compare apple to an apple۔ اگر ہم 2005-06 budget estimate کو revised estimate کیھیں اور ان کا موازنہ کریں تو ان کی بات زیادہ بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے بالکل بجٹ کا بجٹ سے ہی موازنہ کیا ہے۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ جو 2005-06 Budget estimate کا تھا، اس میں انہوں نے 17۔ ارب 17 کروڑ روپیہ پولیس کے لئے رکھا تھا۔ اب اس کو revise کر کے انہوں نے 20۔ ارب 46 کروڑ روپے کیا ہے۔ یعنی 20۔ ارب 46 کروڑ روپے انہوں نے خرچ کیا۔ اگر خرچ نہیں کیا تو revise کیوں کیا ہے۔ اب یہ بات تو نہیں ہے کہ میں کامعنی نہیں سمیحتا یا محترم دریٹک صاحب نہیں سمجھتے۔ Revise کیوں کیا گیا ہے۔ جب آپ revise کر کے کم کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کم خرچ کرتے ہیں، جب آپ revise کر کے زیادہ کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ نے اس سال بھی 20۔ ارب 46 کروڑ روپے خرچ کیا ہے اور اس کے باوجود نہ آپ ڈاکے روک سکے ہیں، نہ آپ چوری روک سکے ہیں اور نہ آپ لوگوں کو جان و مال کی حفاظت دے سکے تو پھر آپ اگلے سال میں 20۔ ارب روپے میں کیسے کر سکیں گے۔ یعنی بات تو سوچنے کی یہ ہے پچھلے سال میں یعنی اس روایتی سال میں آپ نے 20۔ ارب 46 کروڑ روپے خرچ کیا ہے۔ میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ اب آپ نے تجویز 20۔ ارب 27 کروڑ روپے کیا ہے۔ اب آپ یہ کہیں کہ ہم نے تجویز تو کر دیا ہے لیکن ہم پھر دوبارہ Revise کر لیں گے۔ تو ایم خنسی حالات میں ہوتا ہے کہ جب ایسے حالات ہوں کہ ان حالات میں کوئی unforeseen اخراجات آجائیں، کوئی ایسے معاملات آجائیں۔ اگر آپ آج ہی جب آپ بجٹ تجویز کر رہے ہیں اور آپ نے دل میں رکھا ہوا ہے کہ ہم نے 20۔ ارب روپے نہیں ہم نے 21۔ ارب روپے کرنا ہے تو یہ غلط ہے۔ یہ ان اصولوں کے خلاف ہے۔ اگر آپ نے آج 20۔ ارب 27 کروڑ روپے رکھا ہے تو پھر آپ نے اس میں ہی گزار کرنا ہے۔ اگر کوئی unforeseen circumstances جائیں گے اور ان کی justification تو آپ

کریں گے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نہیں پر اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ حسنین بہادر دریشک جیسا شریف اور پڑھا لکھا آدمی اتنی غلط بیانی پر بنی تقریر تیار نہیں کر سکتا۔ یہ تقریر ان کو تیار کر کے دی گئی ہے لیکن میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ کم از کم آپ ان سے یہ تو کہیں کہ جو تم کھل کر بھیج دیتے ہو، اس پر کچھ خدا کا خوف کرو کہ اتنا جھوٹ لکھتے ہو اور اتنا غلط لکھتے ہو اور تم یہ کہہ رہے ہو کہ ہم نے اتنی رقم زائد کر دی ہے اور اتنی رقم بڑھادی ہے کیونکہ ہمیں احساس ہو گیا ہے کہ جان و مال کی حفاظت کرنی ہے اور ہم نے یہ اس لئے کیا ہے کہ ہم اپنے پیروں پر کھلڑی نہیں مارنا چاہتے تو پھر یہ کھلڑی تم نے کیا ماری ہے۔ اس سال تم نے 20۔ ارب 46 کروڑ روپے خرچ کر رہے ہو اور اگلے سال تم 20۔ ارب 27 کروڑ روپے خرچ کرنا چاہتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم زیادہ خرچ کر رہے ہیں۔ پولیس میں بھی انہوں نے رقم کم خرچ کرنی ہے۔

جناب سپیکر! ازراحت پر میں by figure ثابت کر چکا ہوں کہ انہوں نے جو estimate by figures دیا تھا اور تجویز کیا تھا اس سے انہوں نے کم خرچ کیا ہے۔ میں رول ڈیلپمٹ پر یہ بات by figures ثابت کرتا ہوں کہ اس میں انہوں نے کم خرچ کیا ہے اور پولیس پر انہوں نے دو جمع دو چار ہے کہ اس روایت میں بھی 20۔ ارب روپیہ خرچ کیا ہے اور آگے بھی یہ 20۔ ارب روپے خرچ کرنا چاہتے ہیں جو اس سال ہوتا رہا ہے۔ اس سال جتنی حفاظت، جتنا جان و مال کا تحفظ رہا ہے۔ اسے لوگوں کو پھر یہی تاثر ملے گا کہ اگلے سال بھی اتنا ہی تحفظ ملے گا۔

جناب سپیکر! ان کو اضافے کی بات کرنی چاہئے لیکن جو چیز صحیح ہے اس کو figure out کریں۔ میں اس معززاً یوان کے ہر رکن کی توجہ چاہوں گا کہ اضافہ اس کو کہتے ہیں۔ آپ Current Expenditure 2006-07 کا کالم دیکھیں۔ اس میں جزء ایڈمنیسٹریشن پر جو کل رقم ہے۔ اس میں 2005-06 میں انہوں نے 5 ہزار 835 میلیں روپے تجویز کیا تھا یعنی 5۔ ارب 83 کروڑ روپے تجویز کیا تھا۔ اب انہوں نے 6۔ ارب 55 کروڑ روپے کیا ہے۔ اس کے بعد اب 13 ہزار 848 میلیں روپے یعنی 13۔ ارب 84 کروڑ روپے تجویز کر رہے ہیں۔ محترم وزیر خزانہ یہ اضافہ ہے کہ 6۔ ارب 13۔ ارب روپے پر لے کر گئے ہیں۔ اگر آپ بجٹ کا بجٹ سے موازنہ کریں تو 2005-06 کے کالم میں آپ کی figures میں 5 ہزار 835 میلیں روپے لکھا ہے اور 2006-07 میں 13 ہزار 848 میلیں روپے لکھا ہے۔ اب یہ فرق نکال لیں کہ یہ 1:2 کا فرق ہے یا اس سے کم فرق ہے۔ یہ اضافہ ہے۔ اس قسم کا اضافہ آپ لوگ کرتے ہیں۔ اس قسم کا اضافہ حکمرانوں نے کیا ہے۔

جناب سپیکر! صحت کا جو معاملہ ہے۔ اگر ہم پرانی بات کو لے کر چلیں گے کہ پچھلے سال میں یہ ہوا، سرکاری ہسپتاہوں سے دوائی نہیں ملتی، لوگ آپریشن کے لئے کئی کمی میںے انتظار کرتے ہیں تو یہ کما جائے گا کہ آپ نے یہ پرانی بات کی ہے۔ میرے پاس آج کا قومی اخبار ہے۔ میں اس سے دو خبریں پڑھ دیتا ہوں۔ اس سے آپ کوپنا چل جائے گا کہ اس ملک میں، اس صوبے میں صحت کی کیا صور تھاں ہے۔ "سرگودھا: طبی سولیاں نہ ملنے پر خاتون نے ہسپتال کے گیٹ پر بچے کو جنم دے دیا۔ ہسپتال میں خانہ بدوش عورت کو عملہ نے مار کیٹ سے منگ ادویات خریدنے کے لئے لست تھماڈی، جو اس کے پاس پیسے نہیں تھے۔" یہ سرکاری ہسپتال ہے اور خبر کی تفصیل ہے کہ اس خاتون کے پاس پیسے نہیں تھے اور وہ دوائی نہ لاسکی۔ اخبار نے باقاعدہ تصویر شائع کی ہے۔ اس کے بعد ہم لوگوں کو بتائیں کہ ہم اتنے ارب روپے خرچ کریں گے۔ یہ تو اعدادو شمار کا ہیر پھیر ہے کہ ہم اتنے ارب روپے خرچ کریں گے، اتنے ارب روپے ادھر لے جائیں گے اور اتنے ارب روپے ادھر لے جائیں گے لیکن بات یہ ہے کہ لوگوں کا کیا حال ہو گا۔ آپ یہ دیکھیں کہ آج ہی کے اخبار میں ہے کہ ایک طرف تیرہ کروڑ روپے کی گاڑیاں اور دوسری طرف چھ خودکشیاں ہیں۔ محنت کش کے چار بچے بھوک سے ملکتے رہے، بے بس ماں نے زہر کھالیا۔

جناب سپیکر! اس ملک کا الیہ آپ دیکھیں کہ ایک طرف لوگ بھوک کے خوف سے موت کو گلے لگا رہے ہیں اور دوسری طرف اس ملک کے حکمران موت کے خوف سے بلٹ پروف گاڑیاں خرید رہے ہیں جو دس، دس کروڑ روپے کی ایک گاڑی ہے۔ یہ اسی ملک میں ہو رہا ہے یعنی کچھ لوگ بھوک کے خوف سے موت کو گلے لگایتے ہیں اور چند لوگ جو اس ملک پر قابض ہیں وہ موت کے خوف سے دس، دس کروڑ روپے کی بلٹ پروف گاڑیاں منگواتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان گاڑیوں میں جب ہم بیٹھ جائیں گے تو عزرا نیل ہماری جان نہیں نکال سکے گا۔ ان حکمرانوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ عزرا نیل بلٹ پروف گاڑی کے اندر بھی داخل ہو سکتا ہے اور بلٹ پروف گاڑی اس کو روک نہیں سکتی اور ابھی تک امریکہ نے اور ہمارے ان حکمرانوں کے حکمران بیش نے ایسی کوئی گاڑی نہیں بنائی جس میں عزرا نیل داخل نہ ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو حکمران ایک طرف کروڑوں روپے کی گاڑیوں میں بیٹھیں اور دوسری طرف لوگ دوائی کے لئے خود کشی کریں۔ یہ ایک خبر ہے کہ ایک باپ کہتا ہے کہ میں ادھار لینے کے لئے در بدر پھر تارہ اور بیٹی کے جھیز کے لئے ادھار نہ ملا تو اس نے خود کشی کر لی۔

جناب سپیکر! جب حکمرانوں کا یہ رجحان ہو تو اس کے بعد آپ دیکھیں کہ ہمارے حکمران کر کیا رہے ہیں، میں اس کی تفصیل میں زیادہ نہیں جاتا لیکن ایک دوچیزیں ضرور آپ کے نوٹس میں لانا چاہوں گا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ ایک طرف ایگر یکلچر سے اس صوبے کی پونے چھ کروڑ کی آبادی والبستہ ہے، اس پر ریسرچ میں 186 میلین روپے خرچ کرتے ہیں اور اس کی ڈولیپمنٹ پر 787 میلین روپے خرچ کرتے ہیں۔ یہ 787 اور 186 کو جمع کر لیں تو یہ تقریباً ایک ہزار میلین روپے بنتا ہے۔ یہ دیکھ کر اور پڑھ کر کتنا دکھ ہوتا ہے کہ اس ملک کے صرف اور صرف گورنر ہاؤس اور چیف منسٹر ہاؤس کا خرچہ ایک ہزار میلین روپے سے زیادہ ہے۔ یعنی ایگر یکلچر کی ریسرچ اور اس کی ڈولیپمنٹ پر جو کل رقم خرچ ہو رہی ہے اس کے برابر قم صرف دو شزادے پالنے پر ہم خرچ کر رہے ہیں۔ یعنی جس ملک کا یہ حال ہو تو اس ملک میں پھر پیاز کماں سے ملے گا، اس ملک نے پھر سبزیاں باہر سے ہی اپنورٹ کرنی ہیں، اس ملک میں پھر شوگرما فیانے ہی جنم لینا ہے، اس ملک میں گندم بھی باہر سے منگوانی پڑے گی، دالیں بھی باہر سے منگوانی پڑیں گی۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم ایگر یکلچر پر base کرتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ ہماری سفر فیصل آبادی زراعت سے والبستہ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہماری 35 فیصد افرادی وقت زراعت سے والبستہ ہے۔ اس کے باوجود ہم ایک طرف چھ کروڑ لوگوں کی ڈولیپمنٹ کے لئے ایک ہزار دو میلین روپے خرچ کرتے ہیں اور صرف گورنر ہاؤس اور چیف منسٹر ہاؤس پر ہم ایک ہزار اکیس میلین روپے ایک سال میں خرچ کرتے ہیں۔ جب یہ ملک کا حال ہو گا تو پھر یہ کس طرح سے کہتے ہیں کہ ہمارے سفر خرمسے بلند ہو گئے ہیں۔ جس بات کا میں آگے حوالہ دینے والا ہوں، میں کہتا ہوں کہ خدا کی قسم! جب میں بحث کی کتابیں دیکھ رہا تھا تو اس کے آگے میں نہیں دیکھ سکا یعنی اس سے میرا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ [\*\*\*\*\*]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

راثنا ناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب ان کے پاس اگر ضمنی بحث کی کتاب ہے تو یہ اس کا صفحہ 129 نکال لیں۔ اس میں ہے کہ:

بجم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

\*

Funds for the payment of the cost of two falcons

presented by the Government of Punjab to H.H.

Sheikh Khalifa Bin Zaid ol-Nayhan

اور رقم 27 لاکھ روپے ہے۔ جس ملک میں ہسپتال کے گیٹ پر ایک ماں کے پاس دوائی کی پرچی اس کے ہاتھ میں ہوا رہنے پر کو جنم دے، جس ملک میں باپ نیٹی کے لئے جیز نے لاسکے اور وہ خود کشی کر لے، جس ملک میں ماں چار بچوں کو بلکتا دیکھ کر زہر کھالے، جس میں خود کشیاں ہوتی ہوں اور اس ملک کے حکمران اپنے ہاؤسز کے اوپر ایک ایک ارب روپے جماں خرچ کرے وہ توکریں اور اس کے بعد 27,27 لاکھ روپے کے falcons خرید کر تختے میں دیں۔ ہمارے گاؤں میں ایک مثال ہوتی ہے کہ ایک آدمی فضول خرچ ہوتا ہے جو فضول خرچی کرتا اور بے بناء پیسے اجازتا ہے، ایک آدمی وہ ہوتا ہے جو بے رحم قسم کا فضول خرچ ہوتا ہے یعنی جو پیسے بے رحمی سے خرچ کرتا ہے اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا یا تو کوئی بڑا فوت ہو گیا ہو اور ان کے ہاتھ رقم لگ جاتی ہے یا وہ احمقانہ طریقے سے فضول خرچی کرتے ہیں تو ان کو پنجابی زبان میں ہمارے گاؤں میں کہتے ہیں کہ [\*\*\*\*] جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ رانا صاحب اپلیز ذرا relevant رہ کر بات کریں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پنجابی میں کہتے ہیں کہ "ڈھڈوں بھکھی تے ناں دولت بی بی" یعنی بات یہ ہے کہ یہ پنجاب کے حکمران جو ہیں کہ "جیب وچ دھیلانئیں تے شوق امیری دا" کہ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہمارے پاس ایگر یکلچر ریسرچ پر خرچ کرنے کے لئے پیسا نہیں ہے، ہمارے پاس ایگر یکلچر کی ڈولیپمنٹ پر خرچ کرنے کے لئے پیسا نہیں ہے، ہمارے پاس لوگوں کو سو شل سروں دینے کے لئے پیسا نہیں ہے اور ہم دوسرے ملکوں کے بادشاہوں سے یاریاں پال رہے ہیں اور ان کو تختے دے رہے ہیں اور تختے بھی falcons خرید کر دے رہے ہیں جسے پنجابی میں "شکرا" کہتے ہیں۔ یعنی 27 لاکھ روپے کے دو "شکرے" خرید کر ہم نے ان حکمرانوں کو دیئے ہیں۔ اب جب اس ملک کا کسان صح پڑھے گا تو وہ کیا کہ گا کہ [\*\*\*\*\*] جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

\* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے 27 لاکھ روپے کے دو falcons خرید کر دیئے ہیں۔

اب اس کے بعد لکھا ہے کہ یہ اور فالکن ہیں، وہ Funds for purchase of two falcons پہلے والے اور تھے۔ لکھا ہے کہ:

Funds for purchase of two falcons presented by  
the Govt. of Punjab to His Highness Abdullah  
bin Abdul Aziz

یہ 36 لاکھ روپے کے ہیں۔ اب میر اخیال ہے کہ لاءِ منسٹر صاحب کو چاہئے کہ وہ اس بات کی انکواڑی کریں کہ آپ نے خود ہی ایک دفعہ دو شکرے یعنی دو فالکن 27 لاکھ روپے میں خریدے ہیں اور دوسری دفعہ آپ نے 36 لاکھ روپے میں خریدے ہیں۔ آپ اس قوم اور اس ملک کے ساتھ کر کیا رہے ہیں کہ ایک طرف آپ صحت پر جور قم رکھتے ہیں وہ پوری خرچ نہیں کرتے، پولیس کے اوپر جو رکھتے ہیں وہ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔

وزیر زرعی مارکینگ: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قاسم نون صاحب پوانٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر زرعی مارکینگ: جناب سپیکر! محترم رانا شناہ اللہ صاحب نے بڑی گفتگو کی database'dan ہے یہ بڑا علم رکھتے ہیں، عبور حاصل ہے اور سینٹر پار لیمنیٹریں ہیں اور ہم ان کا احترام بھی کرتے ہیں لیکن میری گزارش ہے کہ یہ ایک فرقے کا استعمال بے دریغ کر رہے ہیں حالانکہ یہ falcon ہوتا ہے یہ "شکر" نہیں ہوتا یہ باز ہوتا ہے۔ ان کو شکرے اور باز میں فرق کا پتا ہونا چاہئے۔ شکر یہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اذ راجح تقریر کریں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی رانا قاسم نون صاحب کا تعلق بھی گاؤں سے ہے۔ باز کو انگریزی میں falcon کہتے ہیں، اردو میں باز کہتے ہیں اور پنجابی میں شکر اسی کہتے ہیں اور جن لوگوں کی حرکتیں ایسی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اپنے مختصر کریں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! جن لوگوں کی حرکتیں ایسی ہوں جیسے تخفے کے طور پر دیئے جائیں گے۔

ہیں ان کو بھی لوگ شکراہی کرتے ہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک طرف آپ کے پاس ایگر یکچھ ریسرچ کے لئے پیسے نہیں ہیں، صحت کے لئے نہیں ہیں، پولیس کے لئے آپ پیسے زیادہ نہیں رکھ سکتے، آپ جھوٹ بول رہے ہیں، غلط بیانی کر رہے ہیں، غلط اعداد و شمار پیش کر رہے ہیں اور دوسرا طرف جیسے یہ فرمار ہے ہیں کہ میں اپنی طرف سے تقریر کر رہے ہیں۔ میں تو facts and figures پڑھ رہا ہوں میں نے اپنے پاس سے توکوئی بات نہیں کی۔ یہ دیکھ لیں کہ

Funds for purchase of two falcons presented by the  
Govt. of Punjab to His Highness Abdullah Bin Abdul  
Aziz.

اس کے 36 لاکھ روپے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ نے پہلے ہی پڑھ لیا ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! یہ 36 اور 27 جتنے بھی لاکھ روپے بننے ہیں اس سے کم از کم ایک لاکھ آدمی خود کشی سے نجی سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاءِ منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں interruption کے لئے معذرت چاہتا ہوں لیکن میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات حکومتوں کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ افراد کی ذمہ داری نہیں ہوتی بلکہ ممالک کی حکومتوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ جب ہم حکومت کی طرف سے ایک good gesture و دوسرا حکومت کے لئے بات کریں تو تھوڑا سا احتیاط سے بات کرنی چاہئے۔ آپ 27 لاکھ روپے کی بات کر رہے ہیں اور جن لوگوں پر آپ اعتراض کر رہے ہیں، انہی لوگوں کی وجہ سے آپ کے پاس 27 ارب روپے کا یہاں پر شیخ زید ہسپتال لاہور میں موجود ہے، بہاؤ پور، رحیم یار خان میں ان کی طرف سے اربوں روپے کی انوسٹیٹ عالم آدمی کے حالات زندگی بہتر بنانے کے لئے موجود ہے۔ اس لئے میں تمثیل ہوں کہ ہمیں تھوڑا سا اساجذ بات میں آکر شخصیات کے حوالے سے بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ حکومتوں کے درمیان جو تعلقات ہیں ان کو مد نظر رکھنا چاہئے۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں وضاحت کرتا جاؤں کہ شاہ عبداللہ بن عبد العزیز کی بات کر رہے ہیں۔ پانچ سال تک انہی کے لیڈر کو انہوں نے ہی سنبھالا ہوا ہے۔ ان کے اخراجات، ان کے سری پائے، ان کی خواراک بھی وہی برداشت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں اور براہ مریبانی مختصر کر دیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے لیڈر تو ہمارا سنبھالا ہوا ہے اور تخفیہ یہ دے رہے ہیں یہ کیا بات ہے؟ بات یہ ہے کہ دراصل میں اس trend کی بات کر رہا ہوں جو ان حکمرانوں کا ہے۔ میں نے پنجابی کی مثال دی ہے کہ احمقانہ فضول خرچی، لبرگٹوں والی بات، ان کا trend بھی وہی ہے۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ جی ہم ان سے دوستی بڑھا رہے ہیں۔ میں آپ کی دوستی کی بھی بات کرتا ہوں کہ آپ ان سے دوستی بڑھا کر کیا لے رہے ہیں؟ کیا آپ pesticides کی فیکٹری گوارہ ہے ہیں، آپ کوئی کھاد فیکٹری گوارہ ہے ہیں؟ آپ تو یہاں پر بلازے بنوارے ہیں، آپ یہاں پر لیک سٹی بنارے ہیں، آپ یہاں پر ان کے سرماۓ سے عیاشی کا سامان بنانا چاہتے ہیں۔ جب یہاں پر اتنی بھوک ہو گی، جب یہاں پر لوگ خود کشیاں کر رہے ہوں گے، لوگوں کو کھانے کو کچھ نہیں ملے گا۔ جس ملک کی بنیاد، ہی زراعت پر ہو اور زراعت پر جو کچھ آپ خرچ کر رہے ہیں وہ میں نے آپ کو عرض کیا ہے کہ آپ جتنی رقم مختص کرتے ہیں اتنی بھی خرچ نہیں کر پاتے۔ پھر اس کے بعد جب آپ ان کو اس قسم کے تخفیہ پیش کرتے ہیں اور ان کو تخفیہ پیش کرنے کے بعد آپ نے ان کو میرے خیال میں راوی کے کنارے کوئی اراضی الٹ کی ہے، وہاں پر کوئی ایک سٹی بنانا چاہتے ہیں۔ اس قسم کا کاروباری منصوبہ یعنی لینڈ مافیا والا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ حکمرانوں کا قبلہ درست نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ انہوں نے پہچلنے تین سالوں میں آٹھ نوسروپے کا خرچہ کیا ہے اور اسی طرح کے لئے تلے کئے ہیں اور اب حالت یہ ہو گئی ہے کہ پورے ملک میں نہ تو پیسے کا صاف پانی ہے، نہ پورے ملک میں لوگوں کو روزگار میسر ہے، منگانی کی صورتحال یہ ہے کہ اب دالیں بھی لوگوں کی پہنچ سے باہر ہیں، یعنی کہ ہر چیز باہر سے منگوارہ ہے ہیں۔ پہلے ایک مافیا ہوتا تھا جس کو قبضہ مافیا کرتے تھے۔ اب انہوں نے اس مافیا میں مختلف قسم کی براچیں کھو لی ہیں۔ اب لینڈ مافیا علیحدہ ہے، اب سیمنٹ مافیا علیحدہ ہے، اب دال مافیا علیحدہ ہے، اب چینی مافیا علیحدہ ہے، چینی مافیا نے پہچلنے ایک مینے میں غریبوں کی جیبوں پر 7۔ ارب روپے کا ڈاکا ڈالا ہے۔ سیمنٹ کے کارخانے ہمارے

اتے قیمتی اٹاٹے تھے کہ ہمارے [\*\*\*\*] حکمرانوں نے مفت میں نیچ دیا۔

جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا شاء اللہ خان: جناب سپیکر! ان سیمینٹ کے کارخانوں کو انہوں نے اس طرح بیچا کہ ان کارخانوں میں جو حاضر شاک تھا سے نیچ کر انہوں نے اس کی قیمت ادا کر دی۔ اب سیل مل کو انہوں نے نیچ دیا مگر سپریم کورٹ نے معاملے کو روکا ہوا ہے ورنہ وہ بھی یہ نیچ کر کھا جاتے۔ یعنی ایک طرف یہ سارے اٹاٹے نیچ رہے ہیں دوسری طرف اس ملک کی basic industry کو کوئی سنبھالا نہیں دیا جا رہا۔ انہوں نے زراعت کا بیرہ غرق کر دیا ہے۔ کسان کو pesticide چاہئے، مجھے یہ بتائیں کہ یہ ان کا پورا بجٹ پڑا ہے اور اس میں انہوں نے کوئی ایسا کام کیا ہے، کوئی ایسی فیکٹری لگانے کے لئے پیسا خرچ کیا ہے، جیسا کہ انہوں نے رنگ روڈ کے لئے 23۔ ارب روپے کر کے ہیں۔ کوئی 10۔ ارب روپے pesticide کی فیکٹری لگانے کے لئے بھی رکھ دیتے، کھاد کی قلت ہے اس کی فیکٹری لگادیتے۔ ڈیزیل کے بارے میں میں کہوں گا کہ جس کے پاس 80 لاکھ روپے کی پچارو ہے اور جس کی ماہانہ انکم ایک کروڑ روپے ہے وہ بھی۔ 38 روپے لڑلے رہا ہے اور جو کسان ہے جس نے اپنے کھیت میں ٹریکٹر چلانا ہے وہ بھی۔ 38 روپے لڑلے رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جناب ہم ڈیزیل سستا کر رہے ہیں یعنی کوئی تور یلیف دیتے۔ نہ زراعت کی ترقی کے لئے کوئی ریلیف، نہ کسان کے لئے کوئی ریلیف، نہ صحت کے لئے کوئی زیادہ پیسار کھا گیا ہے، نہ تعلیم میں ہیں یعنی کسی شعبہ میں بھی نہیں مساوائے ایک جھوٹی تقریر تیار کر دی ہے اور بعد میں جو یہ خود کرتے رہے ہیں کہ کروڑوں روپے کی گاڑیاں خریدی ہیں اور لاکھوں روپے کے تخفے دیئے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب ہم اپنے تعلقات بنارہے ہیں۔ میں یہاں پر ان حکمرانوں کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ عرب کے جو شیخ ہیں وہ کسی زمانے میں اونٹوں پر سفر کیا کرتے تھے تو اونٹوں والوں کی یاری ان کے وارے میں نہیں آئے گی۔

(اذان عصر)

\* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے

رانا شاء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ میں ان دلائل اور arguments کی بنیاد پر حکومت پنجاب کا یہ بجٹ مسترد کرتا ہوں اور میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ یہ بجٹ غلط

اعداد و شمار پر پیش کیا گیا اور انہوں نے کسی بھی بنیادی عوامی فلاجی کام کے لئے کوئی زیادہ رقم مختص نہیں کی بلکہ وہ پہلے سے کم مختص کی ہے اور دوسرا اس ملک کا اصل مسئلہ governance کا ہے جس طرح سے پہلے پیسا ضائع ہوا ہے اسی طرح سے یہ پیسا بھی ضائع ہو گا اور اس وقت تک اس صوبے کے حالات اور عوام کے حالات نہیں بدل سکتے جس وقت تک اس ملک میں عام آدمی کی قیادت اور جمہوریت اور جمہوری پر اس کے لئے حکومت اور پر نہیں آتی۔ جب تک خواص کا قبضہ رہے گا اس وقت تک یہ ملک ترقی نہیں کر سکے گا اس وقت یہ موجودہ دور ایک فرد واحد کی ابن الوقتی اور مفاد پرستی پر مبنی ہے اور جب تک یہ ملک پر مسلط رہیں گے اس وقت تک اس ملک کے حالات نہیں بدل سکتے۔ میں اس مقدس ایوان کے اس فلور سے اس صوبے کے عوام کو بالخصوص اور اس ملک کے عوام کو بالعموم یہ درخواست کرتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ان حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور اس جدوجہد کے نتیجے میں اس ملک اور قوم کی ان حکمرانوں سے جان چھڑائیں جو لاکھوں کروڑوں روپیہ اپنی عیاشیوں پر خرچ کر رہے ہیں اور لوگوں کو بھوکے مرنے کے حالات پیدا کر رہے ہیں۔ شکریہ

سید عبدالعلیم شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید عبدالعلیم شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں محترم رانا صاحب کو اتنا خوبصورت [\*\*] پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ لفظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب سپیکر! اگر شکر اکا لفظ بولا جاسکتا ہے تو پھر [\*\*] کا لفظ بھی بولا جاسکتا ہے۔ میں دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم حکومتی لوگ پانچ سے دس فیصد کوئی چیز بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں لیکن آج جس طریقے سے رانائی اللہ صاحب نے سب کے ریکارڈ

\*: جنم جناب سپیکر لفظ کا روای سے حذف کیا گیا۔

توڑ دیئے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے جو دوسری بات یہاں پر کی کہ ابوظہبی کے شزادوں کو 63 لاکھ روپے کے تخفیف دیئے گئے۔

جناب پیکر! انہوں نے 63 لاکھ روپے کی بات کی ہے۔ یہی شیخ فیصلی رحیم یار خان کے بعد ڈبرہ غازی خان میں Gubara Foundation کے نام سے ایک تنظیم چلا رہی ہے جو پورے صوبے میں چلتی ہے۔ مسلم لیگ (ن) کے صوبائی صدر کے بیٹے دوست محمد کھوسہ جو ضلع کے نائب ناظم ہیں باقاعدہ اس Gubara Foundation کے تشوہدار ملازم ہیں۔ ان کا ضلعی جزیر سیکرٹری بھی اس کا تشوہدار ملازم ہے۔ ہم نے ڈی جی خان شر کے لئے 2.5 کروڑ روپے کی واٹر سپلائی سیم دی جس کے لئے انہوں نے پیسے دیئے اور مکمل بھی ہو گئی جبکہ اس کے عوض ان کا کرداریہ ہے کہ انہوں نے شکار کے نام پر ان لوگوں سے 40 ہزار آٹے کے تھیلے لیتے رہے۔۔۔

جناب پیکر: شاہ صاحب! اشريف رکھیں۔ اپنی بجٹ تقریر میں آپ کر لینا۔ اب وقہ نماز کے لئے ہاؤس آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔ اب نماز عصر کا وقہ کیا جاتا ہے۔  
 (اس مرحلہ پر نماز عصر کی ادائیگی کے لئے آدھے گھنٹے کا وقہ کیا گیا)  
 (اس مرحلہ پر نماز عصر کے وقہ کے بعد 6 نج گر 2 منٹ پر  
 جناب پیکر کر سی صدارت پر ممکن ہوئے)

**جناب پیکر: جی، جو نیل عامر سوترا صاحب!**

جناب جو نیل عامر سوترا: جناب پیکر! میں آپ کا بہت ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 07-2006 پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ میں اس موقع پر وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الی صاحب اور وزیر خزانہ کو ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی دفعہ اس بجٹ میں ترقیاتی سکیوں کے لئے 100 ارب روپے کی ریکارڈ رقم رکھی گئی ہے۔ اس بجٹ میں تعلیم پر تقریباً گناہ زیادہ بجٹ رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میرا تعلق بیناری کیوں نہیں ہے اس لئے میرے لئے یہ بہترین موقع ہے کہ میں اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی وساطت سے ان مسائل کو جو میری کیوں نہیں کو در پیش ہیں اس ہاؤس میں گوش گزار کر سکوں۔ پیشتر اس کے کہ میں بجٹ کے حوالے سے کچھ گوش گزار کروں میں آپ کی اجازت سے تاریخ کے چند ایک حقائق اس floor پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! یہی پنجاب اسمبلی کا ایوان تھا جس میں جناب دیوان بہادر ایں پی سنگھا صاحب پیکر تھے اور جب قرارداد پاکستان پاس کرنے کا موقع تھا تو قائد اعظم کو پنجاب ہی کے بارے میں

سب سے زیادہ فکر تھی۔ تاریخ اس بارے میں بتاتی ہے کہ اس وقت پنجاب میں یونینیٹ پارٹی کی حکومت تھی جو کہ پاکستان بنانے کے خلاف تھی۔ اسی اسمبلی میں اس قرارداد پروٹوگ ہوئی تو دونوں اطراف سے ووٹ برابر تھے اور اس وقت کے سپیکر جناب دیوان بہادر ایس پی سنتھانے اپنا کام شنگ ووٹ قرارداد پاکستان کے حق میں ڈال کر اسے منظور کروایا تھا اور یہ قرارداد صرف ایک ووٹ کی اکثریت سے منظور ہوئی تھی۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قرارداد پاکستان پاس کروانے اور اس ملک کو بنانے میں جتنا کردار کسی مسلمان لیڈر کا تھا انہی اہم کردار ہمارے لیڈران کا تھا لیکن میں یہ بات بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں کہ شاید ان تاریخی حقوق کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ کسی طریقے سے یہ حقیقتیں تاریخ کے صفات سے مٹ جائیں۔

جناب والا! تقریباً 55 سال سے ہم لوگ اس بات کا یقین دلاتے آ رہے ہیں کہ ہم اس ملک کے شری ہیں۔ میں اس بات کو بڑے فخر سے کہنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت نے یہاں اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے بے شمار کام کئے ہیں۔ ہمارے مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے موجودہ حکومت ہمیں قومی دھارے میں لے آئی لیکن اس سلسلے میں ابھی بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے تو میں اس ایوان کی وساطت سے وفاقی اور صوبائی حکومت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم سکولوں اور کالجز میں جو نصاب پڑھاتے ہیں ان میں ہمارے مسیح لیڈران کا ذکر ضرور شامل کیا جائے جن کی کاؤشوں سے یہ ملک معرض وجود میں آیا اور قرارداد پاکستان پنجاب اسمبلی سے پاس ہوئے۔ میں آپ کے سامنے ایک بہت تکلیف دہ حقیقت رکھنا چاہتا ہوں جو اقلیتوں کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ میں اپنے قائد چودھری پرویز الی صاحب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے موجودہ کیست میں ایک اقلیتی منسٹر appoint کی اور انھیں اقلیتی وزارت کا قلمدان دیا گیا لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہماری منسٹری جس سے ہمیں بہت زیادہ توقعات تھیں اسے independent کیا گیا اور آج بھی اقلیتی امور اور مذہبی امور کی وزاریں اکٹھی کام کر رہی ہیں۔ اقلیتی امور کا توزیع ہبی امور کے ساتھ دور دور کا واسطہ نہیں تو ہم یہ کوشش کیوں کر رہے ہیں کہ مذہبی اور اقلیتی امور کو اکٹھا رکھیں۔ جب تک آپ اقلیتی وزارت کو independent نہیں کریں گے اور مذہبی امور کے معاملات سے علیحدہ نہیں کریں گے اس وقت تک اس معاشرے میں ہمارے personal laws disturb ہوتے رہیں گے۔ میں یہاں پر مثال دینا چاہتا ہوں کہ جب ہماری شادی شدہ لاڑکیوں کو اغوا کر لیا جاتا ہے اور بغیر طلاق لئے بغیر

عدت کے دن پورے کئے صرف ایک فتوی دے کر اس کی دوسری شادی کروادی جاتی ہے۔ وہاں ہم اپنے آپ کو بہت بے بس محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے ساتھ جو وارد تیں ہو جاتی ہیں اور ہماری بچیوں کے ساتھ ظلم ہوتا ہے ہمارے پاس ایسا کوئی طریقہ کار نہیں کہ ہم فرسودہ رسمات کو روک سکیں۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ ہماری وزرات independent کیا جائے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ مسیح نکاح ناقابل تنسیخ ہوتا ہے لیکن یہاں پر ایک فتوی کے ذریعے طلاق دے دی جاتی ہے اور پورے کے پورے خاندان disturb ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر تو مسلم قانون و راشت بھی زبردستی غیر مسلموں پر لاگو کیا جاتا ہے جبکہ مسیحی personal law بالکل اس سے مختلف ہے۔ لہذا میں پھر گزارش کرتا ہوں کہ اقلیتی وزارت independent کرنے بہت ضروری ہے تاکہ ہم اپنے بنیادی مسائل حل کرنے کے لئے کوئی لاجئ عمل تیار کر سکیں۔

جناب والا! ہمیں بجٹ کے ساتھ ایک بک Report on observation and

implementation of principles of policy protection of minorities کی ہے جس میں ہر گھنے نے اپنی رپورٹ پیش کی ہے۔ پاکستان کے آئین میں ایک آرٹیکل 36 ہے جس میں ہر گھنے کا حوالہ دیا گیا ہے۔ بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ہر ڈپارٹمنٹ نے اسی آرٹیکل کا سامارا لے کر اپنے ہر گھنے کے متعلق minorities کی ذمہ داریوں سے بہرہ ور ہونے کی کوشش کی ہے لیکن کسی بھی محکمہ نے کوئی نئی تجویز نہیں دی انہوں نے ان حقوق کو سامنے نہیں رکھا کہ ان کے ہر گھنے کے پاس اقلیت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو کیا protection کا ذکر کیا گیا ہے کہ:

The Punjab Civil Servants Recruitment & Relaxation

of Upper Age Limit Rules 1976.

اور انہوں نے یہ protection of minorities کے حوالے سے کہا ہے جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر relaxation of age کے حوالے سے کسی کو کوئی فائدہ ہوتا ہے تو وہ صرف اقلیت سے تعلق رکھنے والے کسی بھی فرد کو نہیں بلکہ پورے معاشرے میں رہنے والے افراد کو اس بات کا فائدہ ہوتا ہے۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اس محکمہ میں اقلیتوں کے لئے کم از کم پانچ فیصد کوٹا مختص کیا جائے۔

جناب والا! یہ بہت تحقیقت ہے کہ آج بھی صوبہ پنجاب میں PCS or

CSS کا کوئی بھی اقليٰ آفيسر موجود نہیں ہے۔ یہاں پر سروسر زاينڈ جرل ایڈمنسٹریشن نے اپنے مجھے کے حوالے سے بتایا ہے کہ ہم نے اقليٰ توں کو special concessions کو دی ہیں کہ وہ جس job میں آنا چاہیئے تو ہم ان کو concessions دیتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ محکمہ اپنی ان concessions کی وضاحت بھی اس بک میں کر دیتا کہ ہمیں بھی پتا ہوتا کہ وہ کون سا طریقہ ہے جسے اختیار کر کے ہم بھی PCS اور CSS سروسر میں جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ہم موجودہ حکومت کے بہت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے موجودہ کیمنٹ میں ایک اقليٰ امور کی وزارت قائم کی۔ میں وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے تمیری دفعہ اس بجٹ میں اقليٰ کی فلاح و بہبود کے لئے 30 کروڑ روپے کی خطيٰ رقم کا اعلان کیا ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے ان سے عرض کرنا چاہوں گا کہ جب وہ اپنی تقریر کو wind up کریں تو اس 30 کروڑ روپے کی رقم کو باقاعدہ ADP میں شامل کریں تاکہ ہمیں بھی پتا ہو کہ ہم نے ان رقوم کو اپنی minorities کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرنا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جب یہ رقم minorities کی فلاح و بہبود کے لئے دی جائے تو اسے P&D کے ذریعے خرچ کیا جائے۔ میں نے اسی بک میں پڑھا کہ زکوٰۃ و عشرہ پارٹمنٹ نے بہت اچھے عملی اقدامات کئے ہیں یقیناً خیس کرنے بھی چاہیئے۔ وہ قرآن بورڈ کا قیام عمل میں لائے جس کا مقصد publication distribution among deserving peoples of Holy Quran ہے۔ علام اکیڈمی مذہبی سکالرز کی ٹریننگ کر رہی ہے اور انہوں نے اسلامک لائبریری کا قیام بھی کیا ہے۔ امدا میری بھی آپ کی وساطت سے اپنے مجھے سے یہ عرض ہو گی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو 30 کروڑ روپے کی رقم اقليٰ کی فلاح و بہبود کے لئے دی ہے اس سے ایسے ادارے ضرور قائم کئے جائیں، جن میں minorities کے مذہبی لوگوں کی تعلیمات کے فروغ کے لئے، minorities کے طالب علموں کے لئے اور وہ تمام بورڈز جو کسی بھی طریقہ سے minorities کی فلاح و بہبود کا وسیلہ بن سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اوقاف ڈپارٹمنٹ نے جیز کمیٹیاں بھی قائم کی ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر اقليٰ امور سے گزارش ہو گی کہ minorities سے تعلق رکھنے والی غریب بیکیوں کے لئے جیز کمیٹی کا قیام ضرور عمل میں لائیں۔ وہ پچھلے دو سال سے یہ کام نہیں کر سکیں لیکن ابھی مجھے یقین ہے اور میں نے وزیر خزانہ صاحب سے بھی عرض کیا تھا اور انہوں نے کہا کہ یہ پیسے باقاعدہ آپ

کو دے دیئے گئے ہیں لہذا ایسی کمیٹیاں ضرور قائم کریں تاکہ مینارٹی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو سولتین فراہم کی جاسکیں۔ میں بساں پر مینارٹی ایڈ وائزری کمیٹی کا ذکر کرنا چاہوں گا اور میں نے یہ بات راجہ بشارت صاحب کے گوش گزار بھی کی تھی اور میں ان کا بڑا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمیشہ کی طرح بڑے تحمل کے ساتھ ہماری بات کو سنا۔ میں نے ان سے یہ گزارش کی تھی کہ مینارٹی ایڈ وائزری کمیٹی جو کہ پنجاب لیوں پر ہوتی ہے اس کی نمائندگی پنجاب بھر سے ہونی چاہئے نہ کہ ہم دونوں تین اضلاع سے ممبر اکٹھ کر کے اسے پنجاب کی کمیٹی کا نام دے دیں۔ میں اس کے لئے راجہ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری اس بات کو مانا اور مجھے امید ہے کہ اس کمیٹی میں یقیناً گدیلیاں regular میں جائیں گی۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مینارٹی ایڈ وائزری کمیٹی کی مینٹگز کو کیا جائے اور کمیٹی کی سفارشات پر عمل کیا جائے۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ پنجاب نے کر سمس کے موقع پر 25 لاکھ روپے کا اعلان کیا ہوا ہے جو پچھلے تین سال سے ہر کر سمس کے موقع پر غریب مسیحیوں میں تقسیم کی جاتی ہے اس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں لیکن میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس رقم میں اضافہ کیا جائے تاکہ کر سمس کے موقع پر زیادہ لوگ مستقید ہو سکیں۔ بساں پر لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈولپمنٹ کے محکمہ کی طرف سے مینارٹی کے حوالے سے ایک رپورٹ ہے کہ آبادی کی بنیاد پر لوکل کو نسلز میں اقلیتوں کو نمائندگی دی گئی ہے یقیناً یہ بات صحیح ہے اور میں اس کے لئے موجودہ حکومت کو خراج تحصیں پیش کرنا چاہوں گا لیکن میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم 1985 سے 2002 تک کے ایکشن دیکھتے ہیں تو اقلیتوں کے لئے 1985 میں جو نشستیں مخصوص تحصیں وہی تعداد 2002 کے ایکشن میں بھی تھی۔ میں اس باؤس کی وساطت سے وفاقی حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستوں میں آبادی کی بنیاد پر اقلیتوں کی نمائندگی کو بڑھایا جائے اور سینیٹ میں بھی مسیحیوں کی نمائندگی کو یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر! یقیناً ہماری حکومت نے ایجو کیشن کے حوالے سے خطیر رقم رکھی ہے اور بیش بسا کام کیا ہے۔ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کی بہترین پالیسیوں کی وجہ سے طالب علموں کی تعداد 8/9 لاکھ زیادہ ہوئی ہے۔ وہ علاقے جو کہ سچن کیوں نہیں کے ہیں ان میں missing facilities کی مدد میں اور upgradation کی سکیمیوں میں ہمارے سکولز کو شامل کرنے پر میں چودھری پرویز الی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ میں ان سے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ

ہمارے جو سکولز نیشنلائز کئے گئے تھے اور وہ ابھی تک واپس نہیں کئے گئے اگر ان میں کوئی محکمانہ کوتاہی ہے تو اسے دور کیا جائے اور ان تعلیمی اداروں کو بھی ان کے مشتری مالکان کو واپس کیا جائے۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ پنجاب بھر کے تعلیمی اداروں میں اقلیتی امیدواران کے لئے کوئی مختص کیا گیا ہے لیکن ground realities یہ ہیں کہ پنجاب بھر میں ایسا کوئی کوتا نہیں ہے۔ ہاں! اگر محکمہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے اور اس نے رپورٹ میں یہ بات لکھی ہے تو میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ تمام تعلیمی اداروں میں اقلیتی امیدواران کا برابر کوئار کھا جائے۔ ہم نے یہاں پر ایک قرارداد بھی پیش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن مجھے معلوم نہیں کہ کن وجوہات کی بناء پر اسے منظور نہ کیا گیا۔ ہم نے اس قرارداد میں لکھا تھا کہ جس طرح کسی بھی ادارے میں اگر کوئی مسلمان امیدوار نوکری کے لئے جاتا ہے تو جو حافظ قرآن ہوتا ہے اسے اضافی نمبر دے دیئے جاتے ہیں۔ جس امیدوار کو اضافی نمبر دے دیئے جائیں اس کی پوزیشن مستحکم ہو جاتی ہے لہذا میری گزارش ہو گی کہ وہ تمام امیدواران جو کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں انھیں بھی اسی طرح اضافی نمبر دیئے جائیں جس طرح حافظ قرآن کو دیئے جاتے ہیں۔—

جناب سپیکر پلیز آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب جو نیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں دو گزارشات اور کرنا چاہوں گا۔ یہاں بورڈ آف ریونیو کے حوالے سے بھی وہی آرٹیکل 36 کا حوالہ Protection for Minorities کا دیا گیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ تمام مسیحی آبادیاں جنہیں کسی بھی وجہ سے یا اگر وہ 1985 کے سروے میں نہیں بھی آسکیں ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں تاکہ minorities میں کسی قسم کا کوئی ایسا تاثر نہ جائے کہ ہمارے ساتھ کوئی زیادتی ہو رہی ہے۔ میں یہاں پر ایکساائز کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہوں گا اور مجھے یاد ہے کہ دو سال پہلے بھی اس ہاؤس میں بحث ہوئی تھی اور محکمہ ایکساائز کے حوالے سے شراب کے مسئلہ پر صرف ایک ہی جواب آتا ہے کہ یہ Non-Muslims کی مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے شراب میا کی جاتی ہے جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ مسیحیت بھی ایک الہامی مذہب ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ پر مسلمانوں کا بھی اتنا ہی عقیدہ ہے۔ ہمارے مذہب میں بھی شراب اسی طرح حرام ہے جس طرح کہ مذہب اسلام میں اس چیز کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ آپ سے میری یہ گزارش ہو گی کہ آئندہ محکمہ کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اس چیز کی ہستیری کو دیکھیں کہ کن چیزوں اور کن واقعات اور معاملات کو دیکھ کر کس minority

کو شراب کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کیوں نہیں میں تمام کیوں نہیں کورنھنا اور یہ کہہ دینا کہ مذہبی رسومات کی وجہ سے شراب دی جاتی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی بھی کیوں نہیں letdown کرنے والی بات ہے۔ آپ کا بہت شکریہ جناب پیکر: شکریہ۔ جی، جناب جاوید حسن گجر!

جناب جاوید حسن گجر: جناب پیکر! بحث پر بہت بحث ہو چکی۔ رانا صاحب نے کافی سارے معاملات طے کر دیئے لیکن اس کے باوجود بھی Treasury Benches کی طرف سے کوئی ایسا اقدام نہیں ہوا کہ ان کی تعریف میں کچھ کلمات کے جاتے۔

جناب پیکر! جیسے کہ وزیر خزانہ صاحب نے یہ کہا کہ ہم نے 2006-07 کے لئے 224- ارب روپے مختص کئے اور پچھلے سال کے لئے 224- ارب روپے تھے لیکن یہ 10.22 فیصد increase کے بارے میں یہ نہیں بتا سکے کہ یہ کماں سے پوری کریں گے۔ ٹیکسوس کی مدد یکھیں تو نئے ٹیکس لگے نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنے الفاظ کے اتار چڑھاؤ میں سب مدپورے کر دیئے ہیں لیکن حکوم قومیں جب بھی آزادی لیتی ہیں وہ اپنے حقوق کے لئے آزادی لیتی ہیں۔ ہمیں یہ نہیں بتا تھا کہ ہم آزادی لینے کے باوجود بھی بحث کے معاملے میں پاندرہیں گے۔ ہم نے ایجوکیشن کے لئے 13.7 بلین روپے رکھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بتایا گیا کہ ہم نے پرائیویٹ سکول اور 6 پبلک سیکریٹز کی یونیورسٹیز اور 15 پرائیویٹ میڈیکل کالج اور پرائیویٹ یونیورسٹیز کو introduce کیا لیکن میں یہ کہتا چلوں کہ اس میں اتنی کمی بیشی ہے کہ غریب آدمی وہاں پر آسانی سے تعلیم حاصل نہیں کر سکیں گے۔ میں یہ کہوں گا کہ انہوں نے ایجوکیشن کے لئے بہت اچھا بحث رکھا لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ یہ کہوں گا کہ پولیس کے 20- ارب روپے کے بحث میں سے کٹوتی کر کے تھوڑا بہت بحث ایجوکیشن میں مزید دیا جائے تاکہ اس سے ایجوکیشن میں زیادہ بہتری ہو سکے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ چاہوں گا کہ پولیس کے بحث سے کٹوتی کر کے ایجوکیشن اور اگر لیکچر میں ڈالا جائے اور پولیس نے جو بقاہی دیتیاں ڈالنی ہیں ان سے ہمیں تھوڑا اسچھکارا دیا جائے۔

جناب پیکر! بھی سی ایم صاحب نے announce کیا کہ جنوبی پنجاب کے لئے bifurcate کیا لیکن میرا ضلع رحیم یار خان جو انتہائی پسندیدہ ہے اس میں انہوں نے ایک کروڑ روپے بھی announce نہیں کیا اور انتہائی افسوساک بات ہے کہ ضلع رحیم یار خان کے تین چار منسٹرز ہیں، انڈسٹریل منسٹر ہیں اور گورنمنٹ

کی طرف بہت سارے ایمپی ایز بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کسی نے ضلع رحیم یار خان کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا کہ کم از کم 10 کروڑ روپے دے دیا جائے تاکہ رحیم یار خان کی ترقی کے لئے کام کیا جائے۔ انہوں نے ایک کام ضرور کیا ہے کہ انہوں نے چو لستان ڈولیپمنٹ اخبار کو جو پیسے دیئے ہیں اس میں انہوں نے 20 سڑکیں بساوپور کو دی ہیں اور رحیم یار خان کو صرف دو یا چار کلومیٹر کی 5 سڑکیں دی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ انہیں چاہئے کہ رحیم یار خان کے لئے کچھ اور زیادہ پیسے دیئے جائیں اور اس کو re-announce کیا جائے۔

جناب والا! ایگر یکلچر سیکٹر میں 2.5 بلین روپے بجٹ announce کیا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ جس محکمے کے ریسرچ نسٹیوٹ علیحدہ ہیں، ان کی اپنی گاڑیوں کی requirements ہیں، اس کے بعد سیڈ کارپوریشن کی اپنی requirements ہیں تو میں یہ سفارش کروں گا کہ جہاں پر انہوں نے 2.5 بلین روپے ایگر یکلچر کے لئے رکھے ہیں، خدار! اس کو بڑھایا جائے اور کم از کم اس کو 6 بلین روپے پر لایا جائے تاکہ ایگر یکلچر کی اپنی requirements پوری ہو سکیں۔ میں یہ کہوں گا کہ جہاں پر انہوں نے ریسرچ نسٹیوٹ ایگر یکلچر کے لئے رکھے ہیں، رحیم یار خان کا ٹان ریسرچ نسٹیوٹ میں ریسرچ آفیسر کی 6 اسامیاں ہیں اس کے لئے کوئی announcement نہیں کی گئی۔ وہاں کا ریسرچ ڈائریکٹر Faisalabad based ہے جبکہ اس کی ڈیلوٹی رحیم یار خان میں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر زراعت سے یہ request کروں گا کہ اس کا بجٹ بھی رحیم یار خان کے لئے علاقے میں زیادہ سے زیادہ ریسرچ ہو سکے اور ہمارا علاقہ پسمندگی سے نکل سکے۔ اس کے بعد انہوں نے Pesticides Research میں کوئی پیسا نہیں رکھا۔ میں یہ request کروں گا کہ یہ Pesticides Laboratory کے لئے پیسا دیں۔ انتتاںی افسوس ناک بات ہے کہ یہاں بہت سارے farmers بیٹھے ہوئے ہیں اور areas کی cotton growing areas میں cotton growing areas کیوں بڑھایا جا رہا ہے؟ وہاں پر شوگر انڈسٹریز کو enhancement کیوں کیونکہ cotton سے ہی آپ بیرونی سرمایہ لے کر آتے ہیں اس لئے زر مبادلہ کمانے کا سب سے بڑا ادارہ کاٹن ہے۔ اگر انہوں نے شوگر انڈسٹریز کنٹرول نہ کی تو ہمارا کاٹن ایریا بالکل تباہ ہو جائے گا۔ اگر انہوں نے بڑے بڑے industrialists کو مزید امیر بنانا ہے تو کم از کم mini sugar mills کی بھی اجازت دی

جائے تاکہ چھوٹے فارمرز اپنا بزنس کر سکیں۔ اس کے بعد انہوں نے لائیو شاک کے لئے 0.60 بلین روپے رکھے ہیں یہ بہت اچھا اقدام ہے لیکن میں ایک تجویز دوں گا کہ ہر ڈسٹرکٹ لیوں پر milk diseases کے لئے ایک لیب قائم کی جائے جس میں جانوروں کے دودھ کے لیبارٹری ٹیسٹ کئے جائیں تاکہ اس کی بیماریوں سے بچا جاسکے کیونکہ دودھ میں 80 فیصد بی پائی جاتی ہے تو میں لائیو شاک والوں سے یہ کہوں گا کہ مریانی کر کے ڈسٹرکٹ لیوں پر لیبارٹریز introduce کروایا جائے۔ اس کے بعد چیمہ صاحب اریگیشن میں 8.5 بلین روپے لے کر بہت خوش ہو رہے ہیں لیکن انہیں یہ نہیں بتا کہ انہوں نے پچھلے سال ان کے لئے جو پیسار کھاتھا اس میں سے یہ ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کر سکے۔ یہ انتہائی شرمناک بات ہے کہ اتنا بجٹ دیا جا رہا ہے اور پچھلے پیے دیے کے ویسے پڑے ہوئے ہیں اور نیا بجٹ ڈالا جا رہا ہے۔ میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے لئے ایک تجویز دوں گا کہ انہوں نے جماں پر بڑے بڑے ڈیم بنانے ہیں وہاں پر بارانی اور میدانی علاقوں یا ایریا میں منی ڈیم بنائے جائیں تاکہ وہاں پر مختلف ایریا میں falls بنا کر پانی کو ذخیرہ کیا جائے اور چھوٹے فارمرز کو بوقت ضرورت پانی وہاں سے دیا جائے۔

جناب والا! انتہائی افسوس کی بات ہے کہ لوکل گورنمنٹ میں 87.3 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں لیکن اس میں سے لوکل گورنمنٹ نے آج تک اپوزیشن کو کوئی پیسا نہیں دیا۔ انہوں نے خاص طور پر ڈسٹرکٹ رحیم یار خان کے چاروں ایمپی ایز کو ایک روپیہ بھی ڈولیپمنٹ کے لئے نہیں دیا۔ انہوں نے ڈولیپمنٹ بجٹ میں 23 بلین لاہور نگ روڈ اور لاہور سیاگلوٹ موڑوے کے لئے رکھا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ غریب عوام بھوکی مر رہی ہے، لوگ خود کشیاں کر رہے ہیں۔ ان کو اپنی موڑوے کی پڑی ہے۔ یہ 23 بلین میں سے کچھ پیسا تو اب ان اور رول ایریا کی ڈولیپمنٹ کے لئے رکھا جائے، غریب لوگوں کو پانچ مرلہ سکیم کے پلاٹ دیئے جائیں یا ان کو کم از کم شیلٹر دیا جائے اور ان کے لئے پانچ مرلہ سکیم کے کوارٹ متعارف کرائے جائیں اور ان کو مالکانہ حقوق پر دیئے جائیں۔

جناب والا! جماں پر وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ ایک لاکھ روپے ایکڑا راضی ہم نے مزارعوں کو دی ہے یاد یعنی کی تجویز ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ میرے ضلع رحیم یار خان کے چک 95 کے کسان جو 7 سال سے وہاں پر بیٹھے ہیں۔ ان کی تیسری نسل چل رہی ہے۔ یہاں پر شخ زید کے کچھ لوگ ہیں جو کہ امیر ہیں اور پنجاب حکومت کو چلا رہے ہیں۔ انہوں نے چک 95 کو خرید کیا

ہے۔ جس میں شرم والی بات ہے اور شاید رانا صاحب کو بھی ابھی تک نہیں پتا ہے کہ ان 66 مربouں میں سے 22 مرلے وزیر اعلیٰ کو gift کئے گئے ہیں۔ وہ کس مد میں جائیں گے۔ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے، حکومتی بخوبی کو بھی سوچنا چاہئے اور اپوزیشن والوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ وہاں پر جو مزارعے 70 سال سے بیٹھے ہیں۔ ان کو بے دخل کیا جا رہا ہے۔ یہ کتنی شرمناک بات ہے۔ لہذا مریبانی کر کے جمال پر ایک لاکھ روپے ایکٹرا اضافی مزارعوں کو تقسیم کی جائے وہاں پر چک 95 کے زینداروں کو۔۔۔

وزیر کالونیز: پاؤ ائنٹ آف آرڈر۔

جناب پیکر: جی، راجح صاحب!

وزیر کالونیز: جناب پیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب و 66 مرلے زمین انہی مزارعین کو رعایتی ریٹ پر دے رہے ہیں۔ جو وہاں پر قابض ہیں۔ ان کی اطلاع غلط ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کے خصوصی احکامات کے مطابق یہ زمین انہی کو دی جا رہی ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب پیکر! میرا خیال ہے کہ محترم وزیر راجح صاحب کو اس معاملے کی حقیقت کا نہیں پتا۔ ان 66 مربouں میں سے 22 مرلے کی رجسٹری چودھری مونس الہی کے نام ہے۔ اس کی کاپی میرے پاس پڑی ہے۔ اگر یہ کہیں تو میں کل لاکر پیش کر سکتا ہوں۔

جناب پیکر: کیا وہ state land تھی۔

رانا شناہ اللہ خان: جی، state land تھی۔ انہی 66 مربouں کی یہ بات کر رہے ہیں اور جن کا یہ جواب دے رہے ہیں۔ ان میں سے 22 مربouں کی رجسٹری چودھری مونس الہی کے نام ہے۔ اس رجسٹری کی کاپی ان لوگوں نے مجھے فراہم کی ہے۔ میں اسے کل ہاؤس میں پیش کر دوں گا۔

وزیر کالونیز: ابھی تو اس زمین کے مالکانہ حقوق ان مزارعین کو بھی نہیں ملے تو رجسٹری کماں سے ہو گئی۔

رانا شناہ اللہ خان: میں نے کوئی مستقبل کے صیغہ میں بات نہیں کی ہے۔ میں نے کہا ہے کہ رجسٹری کی فوٹو کا پی میرے پاس ہے۔

وزیر کالونیز: جناب پیکر! میں وہ گزارش کر رہا ہوں جو حقائق ہیں۔ ابھی پچھلے دونوں سمری پر approval ہوئی ہے کہ ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ یہ کسی اور زمین کی بات کر رہے ہوں

گے۔ میں جس کی بات کر رہا ہوں اس کا معاملہ ابھی تک pending ہے۔

وزیر بیت المال: پونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! جس رقبے کی یہ بات کر رہے ہیں وہ government land نہیں ہے بلکہ پرائیویٹ ہے۔ وہ رابرٹ فارم تھا، ان کی یہ زمین تھی۔ ان لوگوں نے یہ زمین پیچی ہے۔ اس میں تین چار پارٹز ہیں، جن لوگوں نے یہ زمین خریدی ہے۔ اس میں گورنمنٹ کی ایک مرلہ زمین بھی نہیں ہے۔ یہ ساری زمین پر ایسویٹ ہے۔ جس کو مختلف لوگوں نے خریدا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا صاحب آپ جس زمین کی رجسٹری کی بات کر رہے ہیں وہ state land نہیں ہے وہ پرائیویٹ ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! یہ فرمادیں کہ ان میں سے چودھری مونس الہی کے نام کتنی زمین ہے۔

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! اگر کوئی پرائیویٹ land یا چونکہ رہا ہے تو وہ چودھری منیر خریدے یا کوئی خریدے تو اس کو خریدنے سے کوئی بندہ نہیں روک سکتا۔ A,B,C

جناب سپیکر: جاوید حسن گجر صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب نجف عباس سیال: پونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سیال صاحب!

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کے پاس رجسٹری کی کاپی موجود ہے۔ اگر state land جیسے مناظر رانجھا صاحب نے فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب نجف عباس سیال: سر! انہوں نے ایوان میں کہا ہے کہ میرے پاس رجسٹری موجود ہے۔ اگر مونس الہی کے نام state land کی کوئی رجسٹری ہے تو یہ پیش کریں یا معافی مانگیں۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہر بات پر جو مرضی ہو بولتا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی اعجاز شفیع صاحب نے ایک شخص چودھری منیر کا نام لیا ہے۔ میں نے اس کا نام نہیں لیا اور نہ ہی میں نام لینا چاہتا تھا لیکن انہوں نے نام خود لے لیا ہے کیونکہ یہ ان کے بہت قریب ہیں۔

جناب سپیکر! یہ state land نہیں تھی۔ یہ رابرٹ فارم تھا، اس کے چار پارٹنر تھے۔ اس میں مزے کی بات یہ ہے کہ اس میں اور پھر اپڑا ہوا ہے۔ راجح صاحب کو اس چیز کا پہتا ہو گا اور ان کے علم میں ہو گا رابرٹ کی ایک پارٹنر تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بجٹ پر ہیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! جہاں پر انہوں نے ڈولیپمنٹ بجٹ 100۔ ارب روپے رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں تجویزیہ دوں گا کہ جہاں پر ہم نے اربن ایریا کو ڈولیپمنٹ کے لئے پیسا دیا ہے۔ میں وزیر صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ رورل ایریا کو بھی ڈولیپمنٹ کے لئے پیسا دیں۔ وہ ڈولیپمنٹ ایسے ہونی چاہئے کہ ہر شر کے دس پندرہ کلو میٹر کے بعد وہاں پر گرائز کالج، بوانز کالج اور سکول کی پوری سولیات ہونی چاہیں تاکہ رورل ایریا زکارش اربن ایریا زکی طرف کم ہو اور اربن ایریا زکی جو environmental situation کو damage کو نہ سکے۔ انہوں نے environment کے لئے جو پیسا دیا ہے۔ وہ انتہائی کم ہے۔ اس کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ ہم نے environment کی ڈولیپمنٹ کے لئے سی این جی رکشا سمیٹ جاری کیا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ environment کو صحت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ تجویز کروں گا کہ جہاں پر انہوں نے امیر لوگوں کو امیر سے امیر تر بنانے کی تجویز دی ہے وہاں پر میں یہ کہوں گا کہ کسانوں کی سطح پر ہر کسان کو درخت لگانے کے لئے ایک environment دیا جائے تاکہ environment کے لئے بھی وہ اچھہ ثابت ہو سکیں۔

جناب والا! جہاں پر انہوں نے سی این جی رکشا Green Punjab کے تحت سکیم دی ہے۔ وہاں پر انتہائی غریب ٹانگے والے کو کم از کم easy loan دیا جائے تاکہ وہ بھی اپنارکشا چلا سکیں۔ انہوں نے جو پیسا چو لستان ڈولیپمنٹ اخراجی کے لئے رکھا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ پیسا بہت کم ہے۔ بساو پور ڈولیپمنٹ اخراجی کے لئے بھی پیسا بہت کم ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس بجٹ میں کٹوئی کر کے پیسا اور ہر دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: جناب سپیکر! یہ رحیم یار خان کی ڈولیپمنٹ کارروناور ہے تھے تو میں ان کو ابھی ایک گلرڈیتا ہوں کہ یہ ایک ہزار 34 ملین روپے ان کے سیور ٹک، واٹر ٹریمنٹ سینی ٹیشن اور واٹر ٹریمنٹ پلانٹ کے لئے allocate کئے ہیں اور پچھلے سال جور حیم یار خان کو فنڈ زدی یئے گئے تھے وہ southern پنجاب میں سب سے زیادہ دیئے گئے تھے۔

جناب سپیکر: شکر یہ۔ جناب فیصل حیات جو آنے صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب جاوید حسن گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے کوئی گاکہ انہوں نے شاید میری بات سنی نہیں ہے میں نے کہا ہے کہ رحیم یار خان میں جو کچھ دیا گیا ہے وہ صرف دس بارہ ستر کیسی دی ہیں اور وہ بھی صرف تحصیل لیاقت پور میں جوان کے پڑوس میں ہے۔ اس کے علاوہ باقی تینوں کی تینوں تحصیلیں خالی پڑی ہیں یہ ریکارڈ پر ہے۔ ساری سکیمیں اسی طرح پڑی ہیں۔ اگر الگش نہ پڑھنی آئے تو میرے پاس آ جائیں۔

جناب سپیکر: اگلے سپیکر رائے احسن رضا صاحب ہیں۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب ارشد محمود گلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ارشد گلو صاحب!

جناب ارشد محمود گلو: جناب سپیکر! آپ کا شکر یہ کہ آپ نے بڑی اہم بات جو میں نے تین دن پہلے بھی کی تھی اور آج پھر اس کو دھرا رہا ہوں اس لئے کہ ہمارے ایجو کیشن منسٹر جو چاکلیٹ منسٹر بھی ہیں۔ بقول ہماری بہن کے پتا نہیں کہ یہ ماڈل گ منسٹر بھی ہیں۔ جب بچہ سکول سے فارغ ہو جاتا ہے تو ماں باپ سے نئی کتابیں لے کر دے دیتے ہیں کیونکہ وہ اگلی کلاسوں کی پڑھائی شروع کر دیتا ہے سکول لگے یانے لگے۔ اپریل میں بچوں نے امتحان پاس کئے ہیں، اپریل، مئی، جون، جولائی، اگست، ستمبر یعنی یہ کہتے ہیں کہ پانچ میئنے تک ہم نے بچوں کو کتابیں نہیں دیتیں۔ اب ظلم یہ ہے کہ لوگ کتابیں خود خرید لیں۔ انہوں نے جو کتابیں مفت دیتی ہیں وہ انہوں نے سنبھال کر رکھ لی ہیں اور وہ

دودو، چار چار روپے کی کتابیں ہیں، زیادہ قیمتی بھی نہیں ہیں۔ ہمارا بھجو کیشن کا سسٹم یہ ہے کہ یہ غریب لوگوں کو کتابیں دے رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ چھ میئنے نہ پڑھیں ہم نے چاروں صوبوں نے بیٹھ کر یہ پالیسی بنالی ہے کہ چھ میئنے بچے نہیں پڑھیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے ایجو کیشن منسٹر سے تو نہیں لیکن راجہ صاحب اور دوسرے منسٹروں سے درخواست کروں گا کہ یہ چیف منسٹر صاحب سے request کریں۔ مجھے غریب لوگوں نے کہا ہے کہ خدا کے لئے ہمیں کتابیں تو لے کر دیں یا ہمیں بازار میں provide کر دیں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ کوئی گا کہ وہ اس ضد پر نہ رہیں کہ ہم نے بچوں کو پڑھنے نہیں دینا۔

جناب سپیکر: لا، منسٹر صاحب نے سن لیا ہے اور ایجو کیشن منسٹر صاحب نے بھی سن لیا ہے۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! میں اس میں آپ کی رہنمائی بھی چاہوں گا کیونکہ آپ کسٹوڈین ہیں اور آپ ان سے کہیں کہ یہ چیف منسٹر صاحب سے request کریں کہ جو بچے چھ میئنے کتاب کو ہاتھ نہیں لگائیں گے تو پھر وہ کیا کریں گے؟ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ ایجو کیشن منسٹر کے بس کی بات نہیں ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: راجہ صاحب! نوٹ کر لیں کیونکہ ان کی طرف سے یہ اچھی proposal ہے۔ اگلے سپیکر چودھری طالب حسین سندھو صاحب ہیں۔  
وزیر تعلیم: پاؤانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ایجو کیشن منسٹر صاحب پاؤانٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں تو بڑی خاموشی سے ساری باتیں سن رہا تھا but I am forced کہ گلوکار کا جواب ضرور دوں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ یہاں پر الزام تراشیاں اتنی فراوانی سے ہوتی ہیں کہ جس کا نوٹس چیئرمین کو لینا چاہئے۔ ابھی معزز ممبر نے چیف منسٹر کی ذات پر اتنا بار الزام لگادیا کہ state land کو انہوں نے فلاں فلاں پر convert کر دیا۔

جناب سپیکر: وہ تو clear ہو گیا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! clear ضرور ہو گیا ہے۔ آپ نے بھی clear کر دیا ممبر نے بھی کر دیا۔ یہ چیئرمین کی پابندی آتی ہے کہ اگر کسی بھی معزز ممبر پر اس طرح الزام تراشی کی جاتی ہے تو Chair اس طرح اٹھا کر ایک دم الزام تراشی should protect the honour of the member

کی بھر کر دینا اور پھر ایک دم peak پر لے جانا اور ایک دم اس کو ختم کر دینا۔

جناب والا! یہ اپنی بات میں stick کریں اور رجسٹری لے کر آئیں اس پر بات ہو گی۔ اب اس کے بعد گو صاحب نے پھر ایک دفعہ ابسام پیدا کر دیا، confusion پیدا کر دیتے ہیں اور کل کو خبریں لگ جاتی ہیں اور بچوں کے ماں باپ پریشان ہو جاتے ہیں۔ کتابوں کے معاملے میں ہم نے ٹیکسٹ بک بورڈ کو ایک تاریخی تھی کہ ستمبر میں ہمارا نیا academic session شروع ہو گا تو اس وقت تک آپ ساری کتابیں تیار کر دیں۔ 10.7 ملین طلاء کے گھر تک ہم نے یہ کتابیں چھاپ کر پہنچانی ہیں یہ کام آسان نہیں ہے۔ ہم اس بات پر سوچ رہے ہیں کہ کیوں نہ ہم ان کی چھپائی اور پرنٹگ کو جلدی کر دیں اور ان بچوں تک یہ کتابیں پہنچا دیں۔ پہلے تو یہ مفت کتابوں کی سپلائی کو مانتے ہی نہیں تھے لیکن آج اللہ کی مریبانی سے انہوں نے ماننا شروع کیا کہ مفت کتابیں مل رہی ہیں اور یہ ڈیمانڈ کر رہے ہیں کہ بچوں کو مفت کتابیں دو بارہ پہنچائی جائیں۔

جناب سپیکر! ہم کوئی confusion پیدا نہیں کرنا چاہتے لیکن ان کی ذرا سی غلط بات سے ذرا سی الزام تراشی سے پورا ماحول خراب ہو جاتا ہے۔ براد مریبانی! الزام تراشیاں مت کھجتے اور ایجو کیشن ڈیپارٹمنٹ کے معاملے پر آپ میرے ساتھ بعد میں ڈسکس کر لیں میں آپ کو مظہمن کر دوں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود گو صاحب!

جناب ارشد محمود گو: جناب سپیکر! یہ بے چارے بات کچھ کرنا چاہتے تھے اور بات کچھ اور کر گئے ہیں۔ انہوں نے بات اپنے ڈیپارٹمنٹ کی کرنی تھی انہوں نے چیف منسٹر صاحب کو خوش کرنے کے لئے باتیں ضلع میں پہنچ چکی ہیں۔ حالانکہ چار دن پہلے میں نے اس فلور پر ان سے درخواست کی تھی کہ کتابیں ضلع میں پہنچ چکی ہیں۔ مجھے وہاں کے ای ڈی اونے کہا کہ وہ کتابیں ہم تک پہنچ چکی ہیں لیکن ہمیں تھی سے یہ آڑ دیا گیا ہے کہ آپ نے بچوں کو کتابیں تقسیم نہیں کریں بلکہ ان کو کتابیں ستمبر میں کرنی ہیں۔ میں نے تو چیف منسٹر پر کوئی الزام نہیں لگایا، اگر الزام لگایا ہو گا تو جاوید صاحب یارانا صاحب نے لگایا ہو گا کیونکہ ان کے پاس ثبوت ہے میں نے تو اس پر بات بھی نہیں کی۔ میں نے تو ایجو کیشن پر بات کی ہے۔ اگر یہ مریبانی کر رہے ہیں تو یہ ان کی مریبانی ہے۔ جو اچھی باتیں حکومت کی ہوتی ہیں ہم انہیں مانتے بھی ہیں اور تسلیم بھی کرتے ہیں اور ان کو appreciate بھی کرتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم جب حلے سے آتے ہیں تو لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ ہمیں کتابیں لے کر دیں۔

ہمارا ایک طریقہ کارہے کہ غریب لوگوں میں سے جب کوئی بچہ امتحان پاس کر لیتا ہے تو اس کے ہاتھ میں دوسرے سیکشن کی کتاب پکڑا دیتے ہیں۔ اس پر ابھی تک وہ ترڑپ رہے ہیں اور اسی پروہ تنخ پاہو رہے ہیں۔ میں نے ان سے یہ درخواست کی تھی کہ آپ میربانی کریں جس ضلع میں کتابیں پہنچ چکی ہیں وہاں آپ تقسیم کرنے کا آرڈر دے دیں۔ یہ کہتے ہیں کہ کتابیں نہیں چھپیں۔ میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ضلع سیالکوٹ میں ساری کتابیں پہنچ چکی ہیں لیکن انہوں نے ای ڈی او زکو لیٹر لکھا ہے کہ آپ نے ستمبر میں یہ کتابیں تقسیم کرنی ہیں۔ شکریہ  
جناب سپیکر: جی، ایجو کیشن منستر صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! بات پھر ادھوری رہ گئی اور کنفیوژن کا شکار ہو گئی۔ معاملہ یہ ہے کہ یہ ساری بات کو سمجھنا پڑے گا کہ academic session ستمبر میں شروع ہو رہا ہے۔ بچوں نے فائل امتحان دے دیئے ہیں اور تین میں کی چھٹی پر چلے گئے ہیں، تین میں بعد وہ نئی جماعت میں پروردموٹ ہوں گے اور نیا academic session شروع ہو گا۔ اب جب session شروع ہی نہیں ہوا تو میں کتابیں کس طرح دے دوں۔ نہ ٹیچر ہے وہ کیا پڑھیں گے، وہ چھٹیوں پر گئے ہوئے ہیں۔ ہم سوچ رہے ہیں اور یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ بچوں کا نام تین میںے ضائع ہوتا ہے جو پڑھا کوئی نہیں ہے اور کہہ کر پڑھنا شروع کر دیں گے۔ جن ماں باپ کو پڑھانے کا شوق ہے وہ ان کو ایڈیشنل جزل نالج بھی پڑھا سکتے ہیں لیکن ہمارے لئے بت بڑا مسئلہ ہے کیونکہ academic session شروع ہی نہیں ہوا تو ہم کتابیں کس طرح دیں لیکن ان کی بات کو ہم consider کریں گے بلکہ ہم خود بھی سوچ رہے تھے۔ باقی چاروں صوبوں سے مل کر ہم نے ایک نیا سسٹم شروع کیا ہے تو پہلے سال میں ہمیں تھوڑے بہت مسائل بھی آتے ہیں کیونکہ نیا تجربہ ہے اور ہم سیکھ رہے ہیں۔ لہذا کتابیں کچھ اضلاع میں پہنچ گئی ہیں اور کچھ اضلاع میں ابھی جانے والی ہیں۔ میں ایک لیٹر لکھ کر تو نہیں کہہ سکتا کہ آپ 34 اضلاع میں تمام کتابیں پہنچ دیں۔ ابھی تو پوری کتابیں چھپی ہی نہیں ہیں۔ ہمارا ادارگٹ ہے کہ ہم شروع سال سے ہی اگلے سال کے لئے کتابیں چھاپنا شروع کر دیں۔ کچھ اضلاع میں پہنچ گئی ہیں میں خود دیکھ کر آیا ہوں یہ ہم ساری سپلائی اور پردوڑیں کو منیز کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہ کہیں کہ میں پنجاب کے ہر سکول میں ابھی کتابیں دے دوں تو یہ ہمارے لئے مشکل ہو گا۔ شکریہ  
چودھری مشناق احمد (ایڈو کیٹ) باؤنٹ آف آرڈر۔

## جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری مشناق احمد (ایڈو و کیٹ) : جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے موقع دیا۔ یہ جو academic session ستمبر سے شروع کیا جا رہا ہے یہ تو ویسے ہی زیادتی ہے۔ year ہوتی نہیں ہے بلکہ جہاں بھلی ہے وہاں اکثر بندراہتی ہے تو ان بچوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ حالانکہ سر دیوں میں بچے زیادہ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں، پڑھ سکتے ہیں اور محنت کر سکتے ہیں نہ کہ گرمیوں میں۔ یہ سالانہ امتحان مارچ میں شروع ہونے چاہیئے۔ نہ کہ جون / جولائی میں تاکہ بچے نہ پڑھ سکیں اور نہ ہی امتحان دے سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ غریب لوگوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ امیر بچے توکتابیں لے سکیں گے مگر غریب بچے حکومت کی طرف دیکھیں گے کہ حکومت کب ان کو کتابیں دیتی ہے اور کب وہ تعلیم جاری کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ارشد محمود گبو صاحب نے جو پونٹ آف آرڈر ریز کیا تھا جو proposal انہوں نے دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی حد تک وزیر تعلیم نے اس proposal کو تسلیم کیا ہے کہ ہم اس پر غور و فکر کر رہے ہیں۔ ان کی بات تو ٹھیک ہے کہ جب تک کلاس بیٹھتی نہیں تین چار مینے پہلے کتابیں کیسے تقسیم کر دی جائیں۔ بہر حال وہ on the floor of the House فرمائے ہیں اور انہوں نے commit کیا ہے کہ ہم اس پر بھی سوچ بچار کر رہے ہیں کہ کیسے اس کو facilitate کیا جائے۔ باقی وزیر تعلیم نے الزام تراشیوں کا ذکر کیا کہ ہاؤس میں الزام تراشیاں ہوتی ہیں اور چیز کو اس کا ایکشن لینا چاہئے۔ میری حقیقت المقدور کوشش ہوتی ہے کہ اگر کوئی الزام تراشی کرتا ہے تو اس کو ضرور گزارش کرتا ہوں کہ آپ قانون اور ضابطے کے اندر رہ کر اس معززاً یوان میں بات کریں۔ جو بات آج ہوئی اور جس حوالے سے وزیر تعلیم نے بھی بات کی۔ پہلی گزارش میں یہ کروں گا کہ اس ایوان میں جو بات کی جاتی ہے جس وزیر کے متعلقہ ہو پہلے تو اسے بتانا چاہئے، اس معززاً وزیر کو بتانا چاہئے کہ کیا یہ point raise کیا گیا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں۔ کیونکہ سپیکر کوئی خوبی تو نہیں ہے کہ ایک آدمی اپوزیشن کی طرف سے بات کرتا ہے یا حکومت کی طرف سے بات کرتا ہے تو وہ خود ہی سمجھ جائے کہ یہ حقیقت پر بنی ہے یا یہ غلط بیانی ہو رہی ہے۔ جب اس کا جواب آئے گا تو پھر بات سامنے آئے گی کہ اصلیت کیا ہے۔ جیسے بات ہوئی کہ فلاں کے نام رجسٹری ہوئی۔ اس میں تھی کہ رانا صاحب یا جاوید حسن صاحب کا خیال تھا کہ جس زمین کی misunderstanding

رجسٹری ہوئی ہے وہ سٹیٹ لینڈ ہے۔ اس کی وضاحت اب اجاز شفیع صاحب نے کر دی کہ وہ سٹیٹ لینڈ نہیں ہے اور پرائیویٹ لینڈ کی رجسٹری کروانا میں سمجھتا ہوں کہ کوئی جرم نہیں ہے یہ ہر آدمی کا حق ہے خواہ وہ صدر پاکستان ہے، پر امام منستر ہے، عام آدمی ہے اس پر زمین کی خرید و فروخت پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ جمال تک گورنمنٹ کی زمین ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک سر سائی بھی رجسٹری کروانا خواہ کوئی منستر ہو یا عام آدمی ہو غیر قانونی طریقہ ہے۔ لہذا ایک حقیقت سامنے آگئی کہ جو پوائنٹ raise کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا وہ پرائیویٹ لینڈ ہے جو انہوں نے خریدی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایکشن کیا لینا کہ ایک بات معزز ایوان کے سامنے آگئی۔ یہ بات بھی سامنے آئی کہ رجسٹری ہوئی ہے مگر یہ رجسٹری پر ایویٹ لینڈ کی ہوئی ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر تعلیم کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں کوئی خفا ہونے والی، ناراض ہونے والی یا لازام والی بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ جاوید حسن گجر صاحب نے جو بات کی ہے، کچھ آدمی آج سے ایک ہفتہ قبل مجھے ملے تھے اور انہوں نے مجھے کچھ دستاویزات دیئے تھے میں یہ بات غلط نہیں کر رہا بلکہ وہ دستاویزات میرے پاس پڑے ہیں کہ واقعی رجسٹری ہے اور وہ چودھری مونس اللہ کے نام ہے۔ اب انہوں نے کہا کہ وہ رجسٹری کروائی ہے اس کے بعد اب اجاز شفیع صاحب نے اس کی تصدیق کر دی کہ جی واقعی رجسٹری ہوئی لیکن پرائیویٹ لینڈ ہے۔ میں یہاں پر آپ کی خدمت میں اور ان کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا کہ دیکھیں بات یہ ہے کہ سٹیٹ لینڈ کو حکمران اپنے نام کبھی بھی نہیں کروایا کرتے۔ ہوتا یہ ہے کہ dispute کے پر کچھ لوگ قابض ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا حق بتا ہے۔ اس میعاد پر وہ قبضہ نہیں چھوڑتے اور اکثر ہوتا یہ ہے کہ معاشرے میں طاقتور لوگ یا جو لوگ طاقت رکھتے ہیں اس متنازعہ پر اپرٹی کو ایسے لوگ ایک روپے کی پر اپرٹی کو وہ چار آنے میں خرید لیتے ہیں۔ میں صرف اتنی عرض کروں گا کہ اچھے حکمرانوں کو ایسے کام نہیں کرنے چاہیں۔

جناب سپیکر: یہ پر اپرٹی جو سامنے آئی ہے اس کا کوئی dispute نہیں ہے۔ اب میں جناب طالب حسین سندھو صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

چودھری طالب حسین سندھو: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج بجٹ 2006-07 پر بحث کا آغاز کرتا ہوں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری لیڈر شپ ایک visionary leader ship ہے۔ شروع سے لے کر اب تک انہوں نے 2020 کا ورثن دے کر پنجاب کو ایک مقصد

دیا اور وہ مقصد تھا "پڑھا کھا پنجاب، خوشحال پنجاب" یہ بجٹ جو اس وقت ایوان میں پیش ہوا ہے وہ اسی ویژن کی عکاسی کرتا ہے۔ ہمیں پنجاب کو پڑھا کھا اور خوشحال بنانا ہے۔ چودھری پرویز الی اپنے ویژن کی بدولت ہمیں ایک منزل کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ اس بجٹ میں پہلے سے کہیں زیادہ شروع میں 20۔ ارب روپے، پھر 40۔ ارب روپے، پھر 60۔ ارب روپے اور اب 100۔ ارب روپے کا ڈولیمپٹ فنڈ ہے جس سے پنجاب میں خوشحالی آرہی ہے لوگوں کو سو لوگوں کا مل رہی ہیں۔ میں ان کا باری باری ذکر کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے سو شل سیکڑ کا ذکر کروں گا کہ اس میں جو اقدامات حکومت کر رہی ہے وہ قابل تحسین ہیں۔ جس میں تعلیم، صحت، پینے کا پانی، نکاسی آب جیسے منصوبوں پر بڑے احسن طریقے سے کام کر رہے ہیں جس میں اب 36 فیصد زیادہ بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ جس سے لوگوں کو یہ سہولتیں میر آئیں گی۔ اسی طرح environment کے لئے پہلے سے سو فیصد زیادہ بجٹ مختص کیا گیا ہے جس سے ہمارے environment میں جو رکاوٹیں اور پریشانیاں آئی ہیں وہ دور ہوں گی خاص طور پر لاہور میں کہ جہاں پر درخت بڑے کم ہوئے ہیں اور درختوں کی کمی ہوئی ہے۔ مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ چودھری پرویز الی نے لاہور میں خصوصی طور پر ڈیڑھ لاکھ بڑے پوڈے لگانے کا حکم دیا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ میں آپ کی خدمت میں گوش گزار کروں گا کہ دیسی آبادی کو بنیادی مرکز صحت اور رورل ہیلتھ سنٹر کے ذریعے وہ تمام سہولتیں میا کرنے کا اس بجٹ میں وعدہ کیا گیا ہے جو پہلے موجود نہیں تھیں۔ اس کے علاوہ لاہور کی رنگ روڈ ترقی کی طرف نشان را ہے۔ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ دیہاتی علاقے شر کے ساتھ اس طرح منسک ہو گئے ہیں کہ فاصلے بہت کم ہو چکے ہیں۔ لاہور پورے پنجاب کی ماں ہے جو کہ ہر کسی پر شفقت رکھتی ہے۔ یہاں پر ہمارے کئی فاضل دوست رنگ روڈ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ رنگ روڈ ہمارے لئے وہ رابطہ پیدا کر رہی ہے جو سارے پنجاب کو ایک دوسرے سے منسلک کرتی ہے۔ اسی کے ساتھ سیالکوٹ سے لاہور تک جو موڑوے بنایا جا رہا ہے یہ حکومت کا ایک اچھا قدم ہے۔ اس سے ضلع گجرات، سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور لاہور سے اس طرح منسک ہو جائے گا کہ اس سے تجارتی اور اقتصادی سرگرمیاں بڑھ جائیں گی جس سے لوگوں کو روزگار ملے گا۔ اس طرح لوگوں کی اقتصادی حالت بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! لاہور میں سٹیٹ آف آرڈر، کینسر ہسپتال بنانا چودھری پرویز الی کا عظیم

کارنامہ ہو گا جو اس بجٹ میں بیان کیا گیا ہے۔ میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہوں گا کہ میرا حلقہ جو ایگہ بار ڈر اور دیہات پر مشتمل ہے مجھے امید ہے کہ وہاں پر دیہاتوں کو ملانے کے لئے رابطہ سڑکیں بھی بنیں گی اور پیئے کا صاف پانی بھی میسر آئے گا اور جلو موڑ پر گر لز کان لج کا مجھ سے جو وعدہ کیا گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب حکومت اس بجٹ میں دے گی۔ وہاں پر ہسپتا لوں کی بھی اشد ضرورت ہے اور مجھے امید ہے کہ وہاں پچاس بیٹھ پر مشتمل ایک ہسپتال بھی بنایا جائے گا جس سے شر سے دور دیہاتوں کے بساں کو اپنی دلہیز پر طبی سوتیں ملنے سے ان کے اندر یہ احساس بڑھے گا کہ چراغ تلے اندھیرا نہیں۔ پرویز الہی کا وزیر ہر جگہ پہنچتا ہے اور اس کا فائدہ ہر کسی کو ہو گا۔ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ چودھری پرویز الہی نے جب سے حکومت سنبھالی ہے انہوں نے اپنے اس وزیر کو سچ کر دکھانے کے لئے ”پڑھا لکھا پنجاب، خوشحال پنجاب“ کے لئے دن رات محنت کی ہے، ان کی ٹیم نے ان کے ساتھ محنت کی ہے۔ میں اس کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ چودھری پرویز الہی نے پنجاب کو ایک باعزت، باوقار اور خوشحال صوبہ بنادیا ہے اور ان کے وزیر کی تعریف کے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ شکریہ جی۔

**جناب سپیکر: محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!**

**محترمہ صغیرہ اسلام: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔**

ہم کو شاہوں کی عدالت سے توقع تو نہیں

آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں

(اس مرحلے پر حکومتی بخوبی سے ”ہم نہیں کہتے“ کی آوازوں پر محترمہ نے کہا کہ

آپ سے تو میں نے پوچھا بھی نہیں بلکہ سپیکر صاحب سے پوچھا ہے)

جناب سپیکر! بجٹ پر تقریر کرنے کے لئے موقع دینے پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جو بجٹ اس اسمبلی میں پیش کیا گیا یہ چوتھا عوام دوست بجٹ ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے تکلیف ہو رہی ہے کہ اس پچھتے بجٹ میں بھی عوام کی تقدیر نہیں بدلتی۔ آج بھی اس بجٹ سے وہی سکیوں اور آہوں کی آوازیں آ رہی ہیں (اپوزیشن بخوبی سے شیم شیم کے نعرے) جو کسی غریب کی ہیں، کسی مزدور کی ہیں یا ان لوگوں کی ہیں جنہوں نے منگائی اور بے روزگاری سے تنگ آ کر خود کشیاں کی ہیں۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب سے میں یہ عرض کروں گی کہ انہوں نے بجٹ پیش

کرتے وقت جس حوصلہ اور ہمت سے [\*\*\*\*] اس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔  
 جناب سپیکر! کاش اس بحث کی تقریر کو پڑھنے سے پہلے وہ اپنے ضمیر کو تھوڑا  
 سا جھنچھوڑتے تو شاید یہ لفظ جو جھوٹ کا پلندہ ہیں، بولنا مشکل ہو جاتا۔ آپ میرے بیٹوں کی طرح  
 ہیں اور میرے بھتیجے بھی ہیں۔ مجھے افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ تمام بحث سیکرٹریوں،  
 بیورو کریئٹوں اور ان لوگوں کا بنا یا ہوا ہے جو ایرکنڈیشنڈ کروں میں بیٹھ کر غریبوں کی قسمت کا فیصلہ  
 کرتے ہیں۔ انہیں کیا پتا کہ ایک غریب آدمی بل کیسے ادا کرتا ہے۔ ایک غریب آدمی اپنے پیٹ کا  
 ایندھن کیسے بھرتا ہے۔ ایک غریب آدمی جب بیمار ہوتا ہے تو وہ لاچار کس طرح سر کاری ہسپتا لوں  
 میں زندگی اور موت کی کشمش میں بدلتا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے دعویٰ کیا کہ غربت کی شرح میں 11 فیصد کی کر  
 دی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اگر غربت کی شرح میں 11 فیصد کی کر دی  
 گئی ہے تو منگالی کی شرح میں 100 فیصد اضافہ کس طرح کیا گیا۔ دال ماش جو-45 روپے کلو تھی وہ  
 120 روپے کلو کر دی گئی، دال چنا-30 روپے سے-60 روپے کلو کر دی گئی، گوشت-90 روپے سے-270 روپے کلو کر دیا گیا۔ اسی طرح تھوڑا ہیں 15 فیصد کی بجائے 100 فیصد تک بڑھانی  
 جانی چاہیئے تھیں تاکہ غریبوں کو ریلف ملتا۔

جناب سپیکر! یہاں پر وزیر خزانہ نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے ٹیکس فری بحث پیش کیا  
 ہے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ میرے بیٹے یہ ٹیکس فری بحث کن وسائل سے پیش کیا گیا  
 ہے۔ آپ کے پاس ایسے وسائل کہاں سے آئے یا کوئی جادو کی چھڑی ہے یا کوئی جادو کے نگ آپ کے  
 پاس ہیں۔ یہ ٹیکس ان غریب لوگوں سے وصول کئے جاتے ہیں جو ایک ٹو تھہ پیٹ سے لے کر ایک  
 بلب، ایک ماچس کی ڈبیا اور وہ تمام بل جو ہمیں ٹیکس فون اور بجلی کے ملتے ہیں، ان پر اور ہر چیز کے اوپر  
 ٹیکس لیا جاتا ہے۔ کاش! یہ ٹیکس آپ ان بڑے سرمایہ داروں اور جاگیر داروں سے لیتے تو میں واقعی  
 مانتی کہ آپ نے غریبوں کا بست احساس کیا ہے۔

\* بحث جناب سپیکر الفاظ کا رواوی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "والعصر ان الانسان لفی خسر" ترجمہ  
 "قسم ہے زمانے کی بے شک انسان خسارے میں ہے۔" اسی پر ایک شاعر نے فرمایا ہے کہ:  
 قسم ہے زمانے کی رب نے کما

کہ انسان بے شک خسارے میں ہے  
سنی جب یہ آیت تو دل نے کہا  
ہمارے ہی بجٹ کے بارے میں ہے  
ہمارے ہی بجٹ کے بارے میں ہے

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ کہا کہ غربت میں کمی آئی ہے۔ پانچ کروڑ افراد۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج اگر خوش قسمتی سے ہمارے وزراء کی فوج ظفرِ موج تشریف رکھتی ہے تو ان سے صرف یہ کہہ دیں کہ اپوزیشن کی طرف سے آنے والی بجٹ تجاویز کو غور سے سن لیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ صاحب! جی، محترمہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! جماں تک منگالی کی بات ہے تو منگالی کو اس حد تک کم کیا گیا ہے کہ گوشت غریب کے خواب کی دسترس سے بھی باہر ہے۔ متوسط طبقہ تو اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ موجودہ حکومت نے غلط پالیسیوں کی وجہ سے غریبوں کو چینی، دال اور آٹے اور گھی جیسی ضروریات زندگی سے بھی محروم کر دیا ہے اور اس پر انہیں یو ٹیلیٹی سٹور کی نوید سننا دی گئی۔ کبھی آپ ان یو ٹیلیٹی سٹور کی طرف جا کر دیکھیں کہ ایک لمبی لائن اور اس پر دھمک پیل اور وہ چیزیں جو کہ بالکل ہی غیر معیاری ہیں۔ میں ذاتی تجربے کی بناء پر بول رہی ہوں کہ میں نے خود وہاں سے چینی منگوائی۔ زردہ بنانے کے لئے ایک لیوں چینی کا ڈالنے ہیں جبکہ میں نے ڈیڑھ گناہ چینی ڈالی تو پھر بھی وہ میٹھی نہ بی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ چینی اس قدر باریک ہے اور پتا نہیں وہ کس چیز کی بی ہے کہ اس میں مٹھاں نہیں ہے۔ براہ مر بانی اگر یو ٹیلیٹی سٹوروں کا خواب دکھایا ہے تو اسے بہتر اور معیاری بھی بنایا جائے۔

جناب سپیکر! اس وقت 356 یو ٹیلیٹی سٹورز میں سے 89 دیمات میں جبکہ باقی شری حلقوں تک محدود ہیں۔ اگر حکومت انہیں تحریک کی سطح پر لے جانے کا سوچ تو مزید 600 یو ٹیلیٹی سٹورز بنانے پڑیں گے اور کیا اس طرح 25/20 لاکھ افراد کی ضروریات یو ٹیلیٹی سٹور پوری کر سکیں

گے۔

جناب سپیکر! ایسا کرنادرا صل بالکل ہی ناممکن ہے اور اس پر بھی بڑے دکھ کی بات یہ ہے کہ ان پر پھر ان ریٹائرڈ فوجیوں کو دوبارہ ملازمتیں دی جائیں گی جبکہ اس ملک کا پڑھا لکھانو جوان طبقہ ڈگریاں ہاتھوں میں لے کر بے کار پھر رہا ہے، انہیں نوکریاں کیوں نہیں دی جائیں گی؟ کیوں دوبارہ ان ریٹائرڈ فوجیوں کو نوکریاں دی جائیں گی۔

جناب سپیکر! اگر میرے بس میں ہوتے میں یہ دعا کرتی ہوں کہ:

خدایا بھیج دے خمینی اس ریاست میں  
کروں میں سارے پیش ریٹائرڈ فوجی ان کی خیافت میں

جناب سپیکر! مجھے دکھ اس بات پر ہوا کہ جب ہم اپنے ملک کے صحت مند جانوروں کا گوشت باہر کے ملکوں میں بھیجتے ہیں اور انڈیا سے بیمار اور بھکے والا گوشت، اور ک اور سبزیاں منگواتے ہیں تو کیا اس بات پر ہمیں اس وقت شرم نہیں آتی کہ ہم انڈیا سے کیا منگواتے ہیں۔ دکھ اس بات پر ہے کہ ہم جب بھی مثال دیتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ جی ہماری چیزوں کی قیمت انڈیا اور بغلہ دیش سے کم ہے۔ کیا کبھی آپ نے آج تک اس بات پر غور کیا کہ انڈیا کا وزیر اعظم اپنے ملک کی بنی ہوئی گاڑی پر سفر کرتا ہے ہمارے وزیر اعظم کی طرح نہیں کہ جس کا روزانہ خرچ 14 لاکھ روپے ہے۔ یہ میں نے غریب ملک کے وزیر اعظم کا خرچہ بتایا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ایک منٹ میں تقریر ختم کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں تعلیم کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی۔ مجھے اچھا لگا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ایجو کیشن کے بارے میں جو تشریف کی اس پر عوام کے کروڑوں روپے خرچ ہوئے اس وقت ایجو کیشن منسٹر یہاں سے اٹھ کر جا چکے ہیں مجھے ان کے روئے پر بھی دکھ ہوا میں راجہ بشارت کی اس وقت تعریف تو نہیں کر رہی ہوں لیکن یہ ضرور کہوں گی کہ وہ تمام ایوان کے سوالوں کے جواب انتہائی تحمل مزاجی سے دیتے ہیں آپ اپنے ان نوجوانوں کو سمجھائیں کہ یہ عوام کے خادم ہیں ان کو اس طریقے سے بات کرنا زیب نہیں دیتا جس طریقے سے یہاں پر ایجو کیشن منسٹر نے بات کی ہے۔ انہیں تو پالیسیاں بنانی نہیں آتی یہ تیرہ دن پہلے حکم صادر فرمادیتے ہیں کہ امتحان کا طریقہ کا تبدیل کر دیا جائے۔ مجھے بتائیں پر ائمہ سکول کے بچوں کا 15۔ اپریل کو امتحان ہوا اور ان کا رزلٹ جو دینا تھا وہ 30۔ اپریل کو دینا تھا۔ پورا اپریل گزر گیا اور جون بھی گزر گیا بھی

تک نتیجہ نہیں آیا جس صوبہ پنجاب کا وزیر تعلیم اپنی پالیسیاں بنانے میں یہ حال کرے تو وہ کیا کر سکتا ہے۔ آپ کی وساطت سے میں عرض کروں گی کہتے ہیں کہ کسی قوم کا مستقبل دیکھنا ہو تو اس کی درسگاہوں کا مشاہدہ کریں کیونکہ اس میں بچوں کی اخلاقی، معاشرتی، روحانی اور سماجی تربیت ہوتی ہے۔

وزیر خزانہ! میں آپ کی توجہ چاہوں گی پاکستان میں اولیوں اور اے لیوں کے نصاب میں پاکستانی کمانیوں کے نام سے پڑھائی جانے والی کتاب لاہور کے ایک معروف ناشر نے کیمبرج یونیورسٹی کے نظر ثانی شدہ نصاب کے مطابق اس کتاب میں کپاس، ماتارانی، بھگوان داس، تشتی اور مانگ۔ ان کمانیوں میں اسی غلط تحریریں شامل ہیں جن کے مطابق سے ایک شریف النفس انسان کو بھی گھن آتی ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے حکمران اور محکمہ تعلیم کے ذمہ دار ان ذہنوں اور دلوں میں روشن خیالی کی کون سی قسم سراستی کرچکی ہے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: محترمہ! ایک منٹ میں wind up کر لیں پھر نماز کا وقہ کرنا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ عرض کروں گی کہ استاد ایک ایسا دیا ہے جس سے ہزاروں دینے جلتے ہیں جو قوم کے معمار ہیں اور ان کو پروان چڑھانے میں پورا رول ادا کرتا ہے ان کی تخلوہوں میں بھی اضافہ کیا جائے تاکہ کم از کم وہ اس کرب سے اور اس منگل کے دور میں سے وہ جس اذیت سے گزر رہے ہیں اس سے نکل سکیں۔ پاکستان کی تاریخ میں عوام نے پہلی بار یہ تماشا دیکھا کہ وردی کے سارے میں عوام شوگر ملوں کے مالکوں کے ہاتھوں دن دھڑے لٹ گئے چینی چوروں نے عوام کے 60- ارب روپے لوٹ لئے۔ صدر اور وزیر اعظم آنکھیں بند کر کے خاموش بیٹھ رہے۔ سرمایہ دار اور بڑے تاجر حکومت کی سر پرستی میں بڑے بیانے پر لوٹ مار کر رہے ہیں شوگر ملوں، سینئٹ فیکٹریوں اور بنکوں کے مالکان اور پر اپر ٹی ما فیا اور شاک بر و کرز نے ظالمانہ لوٹ مار کر کے عوام کی جمع شدہ پوچھی بھی لوٹ لی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب وقہ برائے نماز مغرب ہوتا ہے ہاؤس آڈھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(نماز مغرب کے وقہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 7 نمبر 46 منٹ پر  
کر سی صدارت پر منتکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ اب میں غلام حیدر باری صاحب کو تقریر کی دعوت دینا ہوں۔ باری صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ قدیسہ لودھی صاحبہ!

وزیر خصوصی تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بجٹ کے حوالے سے بات کرتے ہوئے وزیر خصوصی تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بجٹ کے حوالے سے بات کرتے ہوئے تو نہیں لیکن دو ڈپارٹمنٹس پر روشنی ڈالنا چاہوں گی پیش ایجو کیشن بطور خاص اور as a whole اس کے ساتھ ایجو کیشن۔ ایک وقت تھا جب پنجاب میں لوگ فرسودہ توهات پر یقین کرتے ہوئے پیش بچوں کو ولی اللہ قرار دیتے تھے یا پاگل کہہ کر معاشرے میں چھوڑ دیا کرتے تھے اور ان کا کوئی پر سان حال نہیں تھا۔ یہ کریڈٹ چودھری پرویز الہی صاحب کی حکومت کو جانتا ہے کہ انہوں نے 18 لاکھ 26 ہزار روپے مختص کر کے 623 پیش افراد کی ضروریات اور تعلیمی سولیاں کا خیال کیا اور ان کے لئے ایک الگ ڈپارٹمنٹ تشکیل دیا جو یکم اکتوبر 2003 کو معرض وجود میں آیا۔ ”پڑھا لکھا پنجاب“ یا تعلیم سب کے لئے ”عام“ کے حوالے سے ایجو کیشن کے ساتھ پیش ایجو کیشن نے بھی اپنے اس پراجیکٹ پر بھر پور کام کیا جو 6 لاکھ بچوں کے لئے بطور خاص تھا جو school going age تعلیم و تربیت کے لئے لیکن ابھی تک ہمارے سکولوں سے باہر ہیں۔ خصوصی بچوں کی بڑھا کر 400 ملین روپے کیا گیا۔ 2005-06 میں یہ بجٹ 600 ملین روپے تھا اور اب موجودہ بجٹ میں یہ 700 ملین روپے ہے۔ جس میں 60 کروڑ روپے ڈولیمینٹ سائیڈ اور 10 کروڑ روپے non-development side کے لئے ہے۔ حکومت پنجاب کی خصوصی دلچسپی کے باعث 2004 سے لے کر اب تک کے انتہائی مختصر عرصے میں پیش ایجو کیشن کے 111 سنترز قائم کئے گئے ہیں جن میں 91 اور جو ابھی نئی تھیں میں ہیں ان میں 20 نئے سنترز قائم ہو رہے ہیں۔ خصوصی بچوں کے والدین کو اس طرف مائل کرنے کے لئے کہ وہ ان بچوں کو مذکورہ بالا سنترز میں بھیجیں جس کے بعد ان اداروں میں 160 فیصد enrollment ہے۔ جو چیزیں مفت فراہم کی جا رہی ہیں وہ projects ہیں جو ہر سال چلتے رہیں گے ان میں 200 روپے ماہانہ وظیفہ ہر بچے کے لئے ہے چاہے وہ کسی بھی category کرتا ہے۔ ہر بچے کو تابیں اور مکمل یونیفارم فری، ہر بچے

کو سکول لانے اور چھوڑنے کے لئے ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا گیا ہے۔ خصوصی تعلیم کے اداروں میں آنے والے ہر بچے کے لئے nutrition programme شروع کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق دوپہر ایک بجے دو دھ کا ایک گلاس 250 ملی لیٹر کا دیا جاتا ہے۔ خصوصی تعلیم کے اداروں میں کام کرنے والے تمام عملہ کی تنخواہیں دُگنی کر دی گئی ہیں اور جسمانی معذور بچوں کو اور ایسی بیساکھیاں ضرورت کے مطابق فراہم کی جاتی ہیں۔

wheel chairs ٹیویٹا کے حوالے سے میں عرض کرتی چلوں کہ ٹیویٹا کے تعاون سے خصوصی بچوں کی پیشہ ور انہ تربیت کے لئے دو کیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا قیام بھی عمل میں آ رہا ہے۔ جو 07-2006 کے بجٹ میں واضح طور پر موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہم ذہنی طور پر معذور بچوں کے اداروں کو اپ گریڈ بھی کر رہے ہیں۔ پہلے صرف تین تعلیمی ادارے ہوا کرتے تھے۔ جو لاہور، سرگودھا اور ملتان میں تھے لیکن اب ان کو مختلف اضلاع میں جس میں گوجرانوالہ، فیصل آباد اور راولپنڈی بھی ہے۔ ان تمام جگہوں پر بھی یہ ادارے کھولے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ پسلاڈ گری کالج لاہور میں قائم کر دیا گیا ہے اور دوسرا ڈاگری کالج جس کے لئے 07-2006 کے بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے وہ بساولپور میں قائم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ جو hearing loss audiological assessment کے لئے لاہور، فیصل آباد، ساہیوال، ملتان اور اوکاڑہ میں جو clinics قائم کئے گئے ہیں اور شیخوپورہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، گوجرانوالہ، چکوال، سرگودھا، راولپنڈی، جملم اور بساولپور میں مزید قیام بھی عمل میں آ رہا ہے۔ جسمانی معذوری والے بچوں کے لئے فزیو تھراپی یونٹس بھی قائم کئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح سے low vision centres جو قائم کئے جا رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں ایک سکیم جو ہم نے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ سے باقاعدہ discussion کر کے منظور کروائی ہے وہ assesment low کے حوالے سے ہے۔ جن بچوں میں دیکھنے کی معذوری ہوتی ہے جیسے کچھ stone blind ہوتے ہیں کچھ partially blind ہوتے ہیں اور ہمارے معاشرے میں ایسے افراد ایسے ماں باپ موجود ہیں جو اپنے نارمل بچے کو تو سکول چھوڑنے کے لئے دس کلو میٹر کا سفر طے کر کے چلے جاتے ہیں لیکن ایسے بچوں کے لئے اگر کوئی پاس ہی ادارہ ہو گا تو وہاں تک بھی ان کی assessment کروانے نہیں جائیں گے کہ اس بچے کو کس category میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ اب ایسی ٹیکمیں تشکیل دی گئی ہیں جو گھروں میں جا کر لوگوں کے بچوں کی low vision assessment کے تحت

کریں گی۔ اس حوالے سے ایک پہلا پراجیکٹ ضلع گجرات میں شروع ہو چکا ہے۔ assessment آج تک خصوصی بچوں کو عام سکولوں کا مناسب طریقے سے پڑھایا جاتا تھا۔ لیکن اب ڈائریکٹوریٹ آف سپیشل ایجو کیشن اس حوالے سے نیا منصب بنارہا ہے جو ایکسیں صدی کے تقاضوں کے مطابق ہو گا۔ ایشین ڈولیپمنٹ بnk کی مدد سے Punjab Devout Social Services Programme کے تحت خصوصی تعلیم کے اساتذہ کی جدید سائنسی خلوط پر تربیت کا پروگرام شروع کیا گیا ہے جو پنجاب کے چیف منسٹر کے ٹیچرز ٹریننگ پروگرام کے تحت کیا گیا ہے جو اس کا ایک اہم حصہ ہے۔ اسی طرح خصوصی بچوں کی تعلیم و تربیت کے علاوہ ان کی کھیل کو دی کی صلاحیتوں کو اب加گرنے کے لئے خصوصی تعلیمی اداروں میں آئندہ مالی سال میں 13.32 فیصد ملین روپے رقم مختص کی گئی ہے تاکہ ہم سپورٹس کمپلیکس کو اور ایسے جو سپورٹس سٹیڈیم ہیں وہ ان کو مختلف اضلاع میں utilize کر سکیں۔ کیونٹی ڈولیپمنٹ چونکہ ڈسٹرکٹ یوں پر جو سپیشل ایجو کیشن کا انچارج ہے جو اس سیکٹر کو cover کرتے ہیں وہ (CD) EDO ہیں۔ اسی طرح ہماری جو آئندہ آنے والی سسکیمیں ہیں میں ان کو ضرور highlight کرنا چاہوں گی اور یہ تین سال کے لئے 90.772 ملین روپے ہے۔ اس سے 160 میں بسیں خریدی جائیں گی اور یہ تین سال کے لئے continue ہے۔ یہ پراجیکٹ 2006-07 سے لے کر 2008-09 تک continuous process کرے گا۔ اسی طرح out reach programme for assesment of hearing loss کا ہمیشہ شروع کیا جس طرح سے visual hearing loss کا بتایا ہے اس طرح سے hearing loss کا بھی شروع کیا ہے اور اس پر 2.848 ملین روپے لگت آ رہی ہے اور اس کے بعد out reach programme for assesment of low vision of visually impaired students of our institutions جن پر ہماری ٹولی ٹولی لگت 2.375 ملین روپے آ رہی ہے اسی طرح سے ہم بہاؤ پور میں ایک ڈگری کالج قائم کرنے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ establishment of Training Institutes for Mentally Retarded Children جو پورے پنجاب میں پہلے تین تھے اب ان کے علاوہ گوجرانوالہ، روالپنڈی، فیصل آباد، بہاؤ پور اور ڈی جی خان میں قائم ہوں گے اور ان پر 25 ملین روپے خرچ آئے گا۔ یہ وہ سارے اقدامات ہیں جو سپیشل ایجو کیشن کے حوالے سے کئے گئے ہیں۔ حکومت پنجاب یہاں پر بھی عوام کی بہتری کے لئے اپنا فریضہ سرا نجام دے رہی ہے۔ سپیشل ایجو کیشن کے حوالے سے میں

وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الی صاحب کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے فیدرل پبلک سروس کمیشن سے باقاعدہ اپنی جرأت اور عزم کے ساتھ ایک مقدمہ لٹا۔ کیونکہ جو سی ایس ایس کے امتحانات ہوتے تھے اس میں کبھی بھی معذور افراد کو بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ فارم میں ہی پوچھ لیتے تھے کہ آپ کو کوئی معذوری ہے تو آپ امتحان میں ہی نہیں بیٹھ سکتے انٹر ویو تو بست بعد کی بات ہے۔ اب اگست 2005 میں جو سی ایس ایس کے امتحانات ہوئے ہیں اس میں 21 سپیشل طبلاء سی ایس ایس کے امتحان میں بیٹھ ہیں اب آگے ان کے لئے یہ راستہ بھی کھل گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ We will see special people in our society as CSP Officers۔ یہ سارا اسلسلہ جاری ہے لیکن میں یہاں پر یہ ضرور کہنا چاہوں گی کہ صوبائی حکومت نے جو مختلف important initiatives in various sectors کیے ہیں اس کا service objective to improve the service quality اور خاص کروہ to extend کی جائے کیونکہ جس طرح ہمارے اپنے سپیشل ایجوکیشن کے لئے زیادہ rural areas سے urban areas important ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے سامنے ایک vision to meet millennium development goals by the Year 2015 ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے ساتھ ساتھ میں تھوڑی سی بات میں ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ کے متعلق ضرور کرنا چاہوں گی کیونکہ یہاں پر ہمارے انتہائی معزز ارکین اسمبلی نے ایجوکیشن پر اپنی ماہر اند اور طاری نگاہ ڈالی ہے۔ پنجاب نے ایک وہ وقت بھی دیکھا ہے جب یہاں کے ایک سابق وزیر اعلیٰ قصور تشریف لے گئے تو قصور کے ایک سرکاری سکول میں بھی گئے وہاں جا کر جب انہوں نے بنچ سے پوچھا کہ پاکستان کا دارالخلافہ کہاں ہے تو پچھے ان کا منہ دیکھنے لگا۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کون ہیں تو بچ اور زیادہ پریشان ہو گی۔ پھر انہوں نے اپنے بھائی صاحب کے بارے میں پوچھا کہ نواز شریف کون ہیں تو بنچ نے فوراً جواب دیا کہ با برا شریف کا بھائی۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پنجاب کے ایجوکیشن سسٹم کا یہ حال تھا اور اب وہی۔۔۔

محترمہ خالدہ منصور: پاؤ ایٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اس پر اعتراض کرتی ہوں نواز شریف کا یہاں پر کیا ذکر آگیا ہے۔ دوسرا میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہوں گی کہ۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** محترمہ تشریف رکھیں جب آپ کی باری آئے گی تو آپ اس میں اس بات کا جواب دے دیں۔ ایسے تو پھر کسی کو بھی ٹائم نہیں ملے گا۔ آپ کو ٹائم دوں گا اس وقت آپ اپنی بات کر لیجئے گا۔ آپ کی بھی باری آرہی ہے۔

**وزیر خصوصی تعلیم:** شکریہ۔ جناب سپیکر! ایجو کیشن کے حوالے سے میں فرق بتانا چاہ رہی تھی کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے۔ آپ پنجاب ایجو کیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کو ہی دیکھ لیجئے جس میں Government of Punjab is investing over 21 billion rupees over and above all the budgetary allocations پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ based line enrollment میں اضافہ ہوا ہے۔ اس میں 20.6 فیصد لڑکیوں کی 51.2 فیصد آبادی cover ہو رہی ہے۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** توجہ فرمائیں۔ Time is extended for an hour and it can be further extended even.

آوازیں: کب تک۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** تشریف رکھیں۔ May I continue for the night as well۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

**وزیر خصوصی تعلیم:** جناب سپیکر! اسی حوالے سے ایجو کیشن پر بات کرتے ہوئے عرض کروں گی کیونکہ میری اس طرف بات پوری طرح سنی نہیں گئی۔ میں نے اپنی تقریر کے آغاز میں ہی یہ عرض کر دیا تھا کہ میں بجٹ کو as a whole لینے نہیں جا رہی بلکہ میں صرف دو حکوموں پر ہی emphasis کروں گی اور وہ ہوں گے ایجو کیشن اور سپیشل ایجو کیشن۔ سپیشل ایجو کیشن کی بات میں کہ بھی اب ایجو کیشن کی بات میں کر رہی ہوں۔ اس میں پنجاب گورنمنٹ نے پچھلے سالوں سے جو missing facilities provide کی ہیں وہ 63882 سکولوں میں دی گئی ہیں جو کہ ایک ریکارڈ ہے اور وہ اس طرح سے دی گئی ہیں کہ جو پہلا سال تھا 2003-04 کا تھا اس میں 5 بلین روپے تمام اصلاح کو دیئے گئے۔ یعنی 147 ملین روپے ہر ضلع کو دیا گیا۔ اس کے بعد جب دوسرا سال 2004-05 کا آیا اس میں assessment مقرر کر دی گئی کہ 30 فیصد تو performance-cum-need basis پر دیا جائے گا اور باقی 70 فیصد دیا جائے گا جو پنجاب فناں کیشن کے مطابق 70 فیصد need of the district پر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ہمارا پچھلا

بجٹ 2005-06 آس میں 70 فیصد related to the performance of the district weight بھی بڑھادیا گیا کہ وہ need of the district ہو گا۔ اسی طرح ہم آگے دیکھیں تو distribution of free text books یہ لوگوں میں بہت زیادہ! بہام پایا جاتا ہے کہ پہلے کتنی دی گئیں، اب کتنی دی جا رہی ہیں، پہلے کتنے پیسے کی دی گئیں اور اب کیا ہو رہا ہے۔ پہلے class first to class eight تک 11 میلن روپے سٹوڈنٹس کو دی گئی ہیں اور اس پر ٹوٹل 700 میلن روپے لگت آئی تھی۔ اب 10 class تک دی جا رہی ہیں جس سے سٹوڈنٹس کی تعداد 24 میلن سے زیادہ ہو جائے گی اور اس پر 780 میلن روپے لگت آئے گی۔ ہم آگے چلیں تو لڑکیوں کو جز ایجو کیشن میں بھی۔ 200 روپے ماہانہ دیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے 15 فیصد literacy کھنے والے ڈسٹرکٹس میں کتنی تعداد بڑھ گئی ہے کہ پہلے ان ڈسٹرکٹس میں لڑکیوں کی تعداد 175000 تھی اب وہاں پر لڑکیوں کی تعداد بڑھ کر 254000 ہو گئی ہے اور پہلے دوسالوں میں اس کا بجٹ 350 اور 450 میلن روپے تک لا یا گیا، اب آپ کا بچیوں کے لئے 200 روپے میںے والا جو بجٹ جا رہا ہے اور ان کی attendance 80 فیصد بھی ہونی چاہئے وہ 980 میلن روپے کو touch کر رہا ہے۔ میں پنجاب ایجو کیشن فاؤنڈیشن پر ضرور بات کرنا چاہوں گی کہ پنجاب ایجو کیشن فاؤنڈیشن وہ واحد ادارہ ہے جو ایک تو private sector partnership کو of its funds are utilized in rural and enhance areas اور اس کے تحت پورے پنجاب میں 54 foundation assisted schools میں جائیں گے اور اپنی سرو سزدیں گے۔ حکومت ایجو کیشن فاؤنڈیشن ادا کر رہی ہے۔ by the end of May 2006 Ministry of General Education has recruited over 50 thousand well qualified Teachers. ٹیچر زرینگ پروگرام کو بہت زیادہ importance دے رہی ہے کیونکہ اگر پرانے tools اپناتے ہوئے طلباء کو صرف پرانی کتابوں کے رٹے مارنا سکھاتے رہیں گے تو یہ بات آگے نہیں چلے گی۔ According to the modern time it is computer and information technology scientific age اس کے مطابق ٹیچر زرینگ پروگرام شروع کیا گیا ہے جس کا ٹوٹل ٹارگٹ 150000 ٹیچرز ہے جن میں سے 90 ہزار ٹیچرز اس وقت ٹیچر زرینگ پروگرام سے مستقید ہو چکے ہیں۔ revitalization of school councils بھی ہے جس پر پہلے

کوئی اتنا زیادہ as such emphasis نہیں تھا۔

**MR DEPUTY SPEAKER:** Please try to cut short.

وزیر خصوصی تعیم Sir, I am finishing it.: اس میں پہلے revitalization of school system پر کوئی اتنا emphasis نہیں تھا، then teachers and students relationship monitoring پر بھی کوئی توجہ نہیں دی جاتی تھی جواب دی جا رہی ہے۔ بھی اس حوالے سے کی جا رہی ہے۔ evaluation that میں اس پر صرف ایجو کیشن دینا حکومت کا مقصد نہیں ہے بلکہ ایک ایسی کلاس پیدا کرنی ہے جو represent کر سکے جو کہ معاشرے میں end لا سکے تو میں اس پر اس بات پر کروں گی کہ چیف منسٹر پنجاب چودھری پر وزیر اعلیٰ صاحب کا اور ہمارا main purpose کی ہے کہ:

The main part of intellectual education is not the accusation of facts but learning how to make facts alive. Thank you, sir.

**MR. DEPUTY SPEAKER:** Next speaker is Mohtarma Azra Bano.

محترمہ عذر ابا نو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کی اس پروقرار اور باوقار بحث تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ملک میں خوشحالی اور روشن خیالی، منگانی اور بے روزگاری میں کمی کے بلند بانگ دعوے کئے جا رہے ہیں۔ اب عموم پیٹ بھر کر کھانا کھا سکیں گے اور انہیں پینے کے لئے صاف ستھراپانی میسر ہو گا اور ان کورات کو سونے کے لئے فٹ پاٹھ کی بجائے جھونپڑے کی چھت نصیب ہو گی، انہیں سستی دوائیں میسر ہوں گی، ان کے بچے بھی صاف ستھرے لباس میں تعلیم حاصل کر سکیں گے اور ان کے ماٹھے سے ٹکتے ہوئے پینے کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھا جائے گا۔ ان کے جھونپڑے میں اب کوئی بچہ بھوک سے نہیں تڑپے گا اور پنجاب کے یہ غیرت مند پر دھان منتری ملک میں پھیلی ہوئی چوری، ڈکیتی اور اغوا کی وارداتوں کو کنٹرول کر سکیں گے۔

میں سنتی ہوں ہر سو سویرا ہے یا رب  
لیکن سویرے میں اندھیرا ہے یا رب

آج کے ان حکمرانوں کی غلط معاشری پالیسیوں کی بدولت ضروریات زندگی غریب انسان کی پہنچ سے بہت دور ہو گئیں ہیں۔ مہنگائی اور بے روزگاری میں انتہائی حد تک اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ملک میں امن و امان کی صورت حال انتہائی نکین ہے اور لوگوں نے ڈر کے مارے عبادت گاہوں کا رخ کرنا چھوڑ دیا ہے اور ان حالات کی وجہ سے لوگ بالکل عبادت گاہوں کی طرف نہیں جاتے ہیں۔ ہمارے ملک کے وزیر خزانہ عوام کو طلبہ میں سانے خواب دکھا کر ان کو بیوی قوف بنارہ ہے ہیں اور یہ انسانیت کے منہ پر طما نچا ہے۔ میں وزیر خزانہ، وزیر اعلیٰ اور آپ کی خدمت میں گزارش کرتی ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ اپنی صلاحیتوں کی بدولت چھپے ہوئے قومی خزانے کو باہر لائیں اور عوام کو بتائیں جس کے وہ صحیح حقدار ہیں۔ بصورت دیگر بچت کا مامن کرنے والے مجبور اور بے کس، ڈرپوک اگر دلیر ہو گئے تو ان نام نہاد عوامی معاشری ٹھیکے داروں کے اس بچت کو تختہ دار پر لکا دیں گے اور ان کی روشن خیالی بھی ان کے کام نہیں آئے گی۔ اس بچت کے حوالے سے میں یہی کہوں گی۔ روح تو ہے جسم نہیں آرام تو ہے سکون نہیں، لذت تو ہے سرت نہیں اور بصارت تو ہے بصیرت نہیں۔

جناب سپیکر! جب خزانہ خالی تھا تو ضروریات زندگی سستے داموں دستیاب تھیں، اب جبکہ خزانہ بھرا ہوا ہے اور ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ ہم نے کشکوں توڑ دیا ہے تو اس وقت ضروریات زندگی انسان کی پہنچ سے بہت زیادہ دور ہیں اور یہ لمحہ فکری ہے۔ شکریہ

**MR. DEPUTY SPEAKER:** Next is Mohtarma Sabiha Saeed.

محترمہ صبیحہ سعید: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے ٹائم 14- جون کو ہمارے وزیر خزانے نے 07-2006 کا ٹیکس فری اور عوام دوست بچت پیش کیا جس کے بعد حکومتی اکابرین جا بجا بچت کی تعریف میں ربط اللسان نظر آتے ہیں۔ الفاظ اور ہندسوں کی جادو گری سے بے نیاز وہ یہ یقین کر بیٹھے ہیں کہ یہ بچت ان کی آئندہ ایکشن میں جیت کی ضمانت بن کر آیا ہے تاہم جیسے جیسے بچت کے خدو خال واضح ہوتے جا رہے ہیں لگتا ہے کہ یہ خوش گمانیاں جلد ہی ہوا میں تخلیل ہونے والی ہیں۔ غربت کی لکیر کے نیچے رہنے والوں کی تعداد میں کمی کی نوید سنائی گئی ہے مگر کیا کہجے کہ اگر حکومتی اعداد و شمار کا بھروسہ کر بھی لیا جائے تو ملک عزیز میں کوئی چار کروڑ عوام غریب کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ گویا بورپ کے کئی ممالک کو ملا کر ان کی ساری کی ساری آبادی کے برابر لوگ محض نان و نفقہ پورا نہیں کر پا رہے ہیں۔ سات سال کا عرصہ کافی وقت تھا عوام کی حالت بدلنے کے لئے مگر یوں محسوس ہوتا ہے کہ عوام کی حالت محض

بجٹ کا نجزات کی حد تک ہی ہر سال بدل جاتی ہے۔ ہمارے ہاں بد دیا نتیٰ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلے دس بندروں میں سال کے تمام ہی بجٹ عوام کی حالت بدل دینے کی نوید سناتے ہیں اور عوام کی حالت میرے اور آپ سب کے سامنے ہے۔ جب تک ملک میں سماجی انصاف قائم نہیں ہو گا، نئی انسٹریٹری نہیں لگے گی، نئی سرمایہ کاری نہیں ہو گی، روزگار کے نئے موقع پیدا نہیں ہوں گے، ہزاروں افراد کی تعداد میں اضافہ نہیں ہو گا، معیشت چند ہاتھوں میں قید رہے گی۔ اس وقت تک عوام کی حالت بد لانا محض ایک دیوانے کی بڑھتے ہے۔

**محترمہ لبُنی طارق:** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ تقریر کر رہی ہیں یا کوئی سبق پڑھ رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بنی بی! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ میں آپ کو تحریری تقریر پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں۔

**محترمہ صبیحہ سعید:** شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت ہماری قوم کا سب سے بڑا مسئلہ غربت، منگانی اور بے روزگاری ہے۔ غریب کا بچہ تعلیم و صحت کی سولتوں سے محروم ہے۔ غریب آدمی اپنے قابل ترین بچے کو جو تمام کلاسوں میں ٹاپ کرتا چلا آ رہا ہے کسی اچھے پروفیشنل کالج میں داخلہ نہیں دلو سکتا۔ اس وجہ سے وہ خون کے آنسو روتا ہے۔ اسی طرح ایسے دور میں جب گونگے اور اندر ہے بھی پڑھتے ہیں اور زہنی طور پر معدود افراد کے لئے بھی تینی مرکز ہیں۔ ہماری قوم کے ذہین بچوں کے لئے پڑھنے کا کوئی انتظام نہیں ہے اور وہ ناخواندہ گلی کوچوں میں پھرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کے ہر جگہ میں کر پش ہے۔ جس کی وجہ سے کسی بھی پراجیکٹ کے لئے منظور کی گئی رقم میں سے 5 فیصد خور دبرد ہو جاتی ہے۔ جب آپ-/100 روپے کا کام -/50 روپے میں کریں گے تو وہ-/50 روپے بھی ضائع ہو جائیں گے۔

جناب والا! ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ سیاسی جماعتیں غربت، منگانی اور بے روزگاری کے ساتھ ساتھ کر پش کے خاتمہ کے لئے آپس میں معاہدہ کر لیں اور مل جل کر احتساب کا شفاف نظام تشکیل دیں تاکہ کوئی کر پٹ آدمی آگے نہ آسکے۔

جناب سپیکر! سرکاری اور عوامی سطح پر کسی قسم کے محاںے کا کوئی خدشہ نہ ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ گزشتہ دنوں پہلے چینی کے نرخوں میں اس قدر ہوش ربا اضافہ ہوا کہ اس کے نرخ

25/26 روپے سے بڑھ کر/-45 روپے فی کلوٹک جا پہنچ پھر سینٹ کی قیمت میں برقرار رفتار چڑھاؤ کا منظر دیکھنے میں آیا اور اس کے ایک تھیلے کی قیمت/-380 روپے سے لے کر/-400 روپے تک جا پہنچی۔ اسی طرح چنے اور معاش کی دالیں جو مقامی طور پر بھی وافر مقدار میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کے نرخ بھی/-65/80 روپے سے/-80 روپے فی کلوٹک جا پہنچ لیکن ہمارے ارباب اختیار یہ سب کچھ کھلی آنکھوں سے دیکھتے اور تک تک دیدم دم نہ کشیدم کے فشار میں گرفتار رہے اور اب انھوں نے اس بحران کا حل یہ تلاش کیا ہے کہ عوام کو یہ اشیاء یو ٹیلیٹی سٹورز پر کسی قدر کم قیمت پر فراہم کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ اس صورتحال میں موجودہ حکومت نے پاکستان پیپلز پارٹی کے یو ٹیلیٹی سٹورز کے پروگرام کا سمارالیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یو ٹیلیٹی سٹورز کے نظام کو پارٹی نے قیمتیں پر کنٹرول رکھنے کے لئے نہیں بنایا تھا۔ اس وقت ملک کی آبادی تقریباً 16 کروڑ ہو چکی ہے اور 400 یو ٹیلیٹی سٹورز میں پر قابو نہیں پاسکتے اور نہ ہی یہ عوام کو کوئی ریلیف دے سکیں گے۔ اس تیز فاتر زندگی کے دور میں ہر شری کے پاس اتنا فال تو وقت ہے کہ وہ یو ٹیلیٹی سٹورز کے سامنے طویل قطاروں میں گھنٹوں کھڑا ہو سکے اس لئے کرنے والا اصل کام یہی ہے کہ حکومت اپنی انتہاری اور اختیارات کو بروئے کار لائے اور ذخیرہ اندوزوں اور ناجائز منافع خوروں پر اس طرح گرفت کرے کہ وہ عوام کی زندگی کو اجیرن کر کے اپنی تجویزیاں نہ بھر سکیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد وقار خان، تشریف نہیں رکھتے۔ جناب نفیس احمد انصاری صاحب!

بابو نفیس احمد انصاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے زراعت پر بات کروں گا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آج کی ابتدائی تقریر میں میرے پارلیمانی پارٹی کے لیڈر رانا شاہ اللہ خان صاحب نے زراعت کے متعلق کچھ خدشات کا انظمار کیا اور کچھ باتیں بتائی ہیں۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ ملتان میں ایک اتنا بڑا سکینڈل ہوا جو کہ تاریخ کا سب سے بڑا سکینڈل ہے۔ ملتان میں پاک عرب فریڈیز فیکٹری تھی جو کہ چھ ہزار افراد کو روزگار فراہم کرتی تھی اور 1.5 ارب روپے خالص منافع دیتی تھی۔ وہ فاطمہ گروپ آف انڈسٹری کو صرف 14۔ ارب روپے میں فروخت کر دی گئی۔ اس کے لئے بہتر تو یہ ہوتا کہ جمال زراعت میں اور بہت کچھ ہو رہا ہے وہاں پر اس کو حکومت پنجاب خرید لیتی۔ جس سے چھ ہزار لوگوں کا روزگار بھی بیٹتا اور منافع بھی ملتا لیکن کیا ہوا وہ فیکٹری ایک ایسے گروپ نے خریدی ہے جس کے اپنے چیزر میں کو بلکہ است کر دیا گیا ہے اور

اس کا نام ECL میں آگیا ہے۔

جناب والا! یہ ہمارے جنوبی پنجاب کا ایک اتنا شے تھا۔ جس کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود کہ 56 ہزار بوریاں کھاد روزانہ اس میں بنتی تھی اور جب یہ کبی تو موقع پر 6۔ ارب روپے کی کھاد موجود تھی۔ میری یہ گزارش ہو گئی کہ اس معاملے میں جماں اور بھی معاملات سپریم کورٹ میں pending ہیں، وہاں حکومت پنجاب اس مسئلے کو اٹھائے اور جس طرح سپریم کورٹ نے سٹیل مل کے حوالے سے suo-moto نوٹس لیا گیا ہے۔ یہ اس سے بھی بڑا سکینہ ہے۔ یہ ایک کھرب روپے مالیت کی جائیداد تھی جس کو صرف 14۔ ارب روپے میں بیج دیا گیا ہے۔

جناب والا! میری دوسری گزارش یہ ہو گئی کہ ملتان شر اس وقت وسا کے رحم و کرم پر ہے۔ اس وقت ملتان شر کی 70 فیصد گلیاں اور سڑکیں گندے پانی میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ جس سے گیسٹرو اور دوسری بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ظلم یہ ہوا ہے کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب نے ملتان کا دورہ کیا تو تین دن پسلے و اسانے پانی کی سپلائی بند کر دی۔ اس لئے کہ نہ پانی ہو گا اور نہ پانی گھیوں میں کھڑا ہو گا۔ اس کے علاوہ واپڈا والوں کو یہ ہدایت کر دی کہ آپ ان علاقوں کی بھلی بند رکھیں تاکہ لوگ پر ایسیویٹ پیپوں سے بھی پانی نہ لے سکیں۔ یہ ظلم اب تک چل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری اس میں گزارش ہو گئی کہ میں نے جماں تک بجٹ پڑھا ہے تو صرف پندرہ فیصد کے قریب رقم جنوبی پنجاب کو دی گئی ہے جبکہ آبادی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اس کا حصہ 40 فیصد کے قریب بنتا ہے۔ وسا کو خصوصی طور پر فنڈز ملنے چاہئے تاکہ ملتان شر جو گندے پانی میں ڈوبا ہو اے۔ اس کے مسائل حل ہو سکیں۔

جناب والا! میری اس کے بعد یہ گزارش ہو گئی کہ جو ڈیشل کمپلیکس کے لئے بجٹ میں تقریباً تین کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے لیکن جو پر ایسیویٹ لوگ ہیں جن کی زمینیں اس میں متاثر ہو رہی ہیں۔ اگر ان کے معاوضے کو دیکھا جائے تو وہ تقریباً 1 کروڑ روپے تک بنتا ہے۔ میری وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش ہو گئی کہ یہ مسئلہ پچھلے پانچ سال سے pending ہے۔ اس مسئلے پر خصوصی طور پر توجہ دیں اور ملتان میں باقاعدہ جو ڈیشل کمپلیکس کا آغاز کیا جائے۔

جناب والا! اس کے بعد میری یہ گزارش ہو گئی کہ ملتان میں ایک اور تاریخی اتنا شے قلعہ قاسم باغ ہے۔ جس پر کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے۔ یہ ہمارا ایسا اتنا شے ہے، جس پر خصوصی توجہ دینی

چاہئے اور اس کے لئے سپیشل فنڈز مختص کرنے چاہیئے۔ سپیشل فنڈز بھی صوابدید سے آ سکتے ہیں۔ میں نے تین دن پہلے وزیر اعلیٰ بلوچستان کی ایک تقریر سنی، جس میں وہ کہہ رہے تھے کہ بلوچستان کا جتنا بجٹ ہے وزیر اعلیٰ پنجاب کا صوابدیدی فنڈ اس سے زیادہ ہے تو اتنے بڑے صوبے میں صوابدیدی فنڈ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ پہلے تو صوابدیدی فنڈ ہونا ہی نہیں چاہئے اور اگر ہیں تو وہ خصوصی طور پر ان علاقوں میں ایمانداری کے ساتھ اور fair طریقے سے استعمال ہونے چاہیئے جہاں ان کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد آج کل جو کچھ ہو رہا ہے خصوصی طور پر ضلعی بلدیاتی نظام کے متعلق بعض خدشات ہیں، کرپشن کے گڑھ بن چکے ہیں، چار چار جگہ پر payments ہو رہی ہیں، نائب ناظم علیحدہ payments لے رہا ہے، ناظم علیحدہ لے رہا ہے اور ایمپلے کے فنڈز کے بل بھی جعلی طور پر issue ہو رہے ہیں۔ وزیر قانون صاحب بھی موجود ہیں اور خوش قسمتی سے بلدیات کا مکملہ بھی ان کے پاس ہے یہ خصوصی طور پر آڈٹ ٹیمیں بنائیں جو بغیر کسی اثر کے موقع پر جائیں اور دیکھیں کہ فنڈز کی صورتحال کس طرح ہے، کروڑوں روپے کا غبن اس عوام میں ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ پنجاب اسمبلی میں پچھلے دنوں ہم نے ایک قرارداد دی تھی کہ نشر میڈیکل کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے لیکن اس سلسلے میں کچھ قاتھیں آگئے گئیں، مسائل آگئے جس کی وجہ سے یہ نہیں ہوا۔ نشر میڈیکل کالج مatan کا سب سے پرانا ادارہ ہے اور پاکستان کا سب سے پرانا میڈیکل کالج ہے جو کہ انگریزوں کے بعد بنا تھا۔ میری گزارش ہو گی کہ فوری طور پر اسے یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔ اس کے بعد ہمارے طالبعلمون کو جو جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب ہم ایف ایس سی کا امتحان دیتے ہیں تو ہمارے کچھ خدشات ہیں بجائے اس کے کہ پیپر لیک ہو جاتے ہیں جو کہ انتری ٹیکسٹ کے متعلق ہیں تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ریجنل سٹھ پر جنوبی پنجاب کے کالجوں میں ہمارے اپنے ہی طالبعلمون کو داخلہ دیا جائے تاکہ تعلیم کا معیار بڑھ سکے۔

جناب سپیکر! میری اگلی گزارش یہ ہو گی کہ میرا فنڈر یلیز نہیں ہوا اس سلسلے میں میری وزیر قانون سے گزارش ہے کہ وہ کم از کم ضرور چیک کریں کہ میرے اور جاوید صدیقی صاحب کے فنڈز کس کھاتے میں گئے ہیں اور انہیں کس طریقے سے اور کام اس تعامل کیا گیا ہے؟ میں یہ کوئی گا کہ موقع پر کچھ نہیں ہوا، ایک نیصد لوگوں کو جس کا کوئی تعلق نہیں تھا فنڈ ان کے حوالے کر دیا گیا کسی کو لاکھ، کسی کو دو لاکھ روپے دے دیئے گئے۔ یہ وہاں پر لوٹ سیل لگی ہوئی ہے اور وہاں پر موقع پر

کوئی ڈولیپمنٹ نہیں ہوئی۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری تقریر سنی اور میں امید کرتا ہوں کہ میرے ان مسائل پر خصوصی طور پر توجہ دی جائے گی۔ شکریہ  
جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے سپیکر جناب محمد یار مونا صاحب ہیں۔ جی!

جناب محمد یار مونا: جناب سپیکر! پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کا یہ چوتھا بجٹ ہے اور پچھلے تین سال کے بجٹ میں اپوزیشن نے بڑی سنجیدگی سے بجٹ پر بحث کی ہے اور اچھی تجویز دی ہیں۔ ان کا جتنا اثر یا عمل ہوا ہے وہ عیاں ہے۔ آج یہ trend دیکھ کر مجھے بڑا تعجب ہو رہا ہے کہ ٹریوری بخپروالے جو ہمارے بھائی، بھنیں اور بیٹیاں ہیں ان سب کی بحث کا aggressive laggressive اور ایک ہی طریقہ رہا اور فوکس بھی رانا شاہ اللہ صاحب تھے۔ کیا رانا شاہ اللہ صاحب نے اسمبلی میں یہ facts تبدیل کر دیے ہیں کہ اس اسمبلی میں 274-275 ارب روپے کا بجٹ پیش نہیں کیا گیا ہے، کیا رانا صاحب نے اس بات سے اخراج کیا ہے کہ آپ نے جس جس مد میں جتنے پیسے رکھے ہیں اور انہوں نے اس سے deny کیا ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے جور و نارویا جا رہا ہے وہ کسان اور کھیت مزدور کی زبوں حاصل کا ہے۔ رانا صاحب نے پچھلے تین سال کے بجٹ کا جنم ملا کر بھی یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ اتنا کچھ خرچ کرنے کے باوجود اس چیز کا impact کاشناک اور کھیت مزدور پر کیا ہوا ہے؟ اپوزیشن کو اس بات پر بھی کوئی اعتراض نہیں کہ آپ رنگ روڈ نہ بنائیں، آپ ضرور بنائیں، ٹرائیکا جو آپ نے بجٹ میں فوکس کیا ہے، گجرات، فیصل آباد، سیالکوٹ، شیخوپورہ، گوجرانوالہ۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ آپ اس میں ساہیوال کو شامل کر لیں۔ لیکن جو ہم گزارش کر رہے ہیں کہ کیا پنجاب کے کاشناک کی حالت بہتر ہوئی ہے، کیا اس میں کھیت مزدور کے لئے بہتری ہوئی ہے؟ کیا یہ غلط ہے کہ اگر یکچھ سیکٹر کا contribution in the Punjab GDP میں 24 فیصد ہے، کیا اس میں کھیت مزدور کا contribution in the National GDP اگر یکچھ سیکٹر کا ہے، کیا یہ بھی غلط ہے کہ material exchange from agriculture sector is not more than 65 percent of your GDP. انجصار زرعی شعبہ پر ہے۔ یہ شعبہ 46 فیصد سے زیادہ مزدوری کرتا ہے۔ آپ کی اندھری کا raw material یکچھ سیکٹر سے آ رہا ہے۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ دونوں طرف سے more than 60 percent جو میرے بھائی تشریف رکھتے ہیں، ان کا میرا اور آپ کا تعلق بھی زراعت سے ہے تو اس کے لئے اتنی قلیل رقم مختص کی گئی ہے اور میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ آپ جو 8 فیصد شرح نہ نہیں

یا growth rate کی بات کرتے ہیں تو اس کا بھی سر اپنچاب سیکٹر کو ہی جاتا ہے جو کہ میرے خیال میں اس وقت 8 فیصد نہیں رہی ہے۔ اس بات پر ہمیں سوچنا چاہئے کہ اس کی وجہات کیا ہیں؟ پنجاب کے مزدور کی قسمت کیا ہے اتنے بڑے بجٹ کے اس حجم میں کاشنکار کو ڈیزیل مہنگا مل رہا ہے، کھاد مہنگی مل رہی ہے اور اس کی ضروریات بجلی، ٹریکٹر یہ سب چیزیں اسے مہنگی مل رہی ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ آبیانہ کی شرح کم کرنے کی بات کی گئی ہے تو کاشنکار کو ریلیف دینے کے لئے چند تجویزیں ہیں کہ جتنا پہلا آپ ڈولیپمنٹ پر رکھ رہے ہیں اس کا main focus آپ نے ریسرچ پر رکھا ہے۔ ریسرچ کس چیز پر ہوگی، پھولوں، سبزی اور citrus پر؟ کیا پنجاب کا موسم تبدیل ہو گیا ہے کہ یہاں رواں فصلوں کے علاوہ آپ یہاں پھول اگانا شروع کر دیں گے؟ کیا سبزی کا حال آپ نے نہیں دیکھا کہ کاشنکار نے کئی دفعہ آلو کی فصل سر پلس دی ہے تو اس کا کیا حال ہوا ہے؟ اس میں صرف اور صرف آپ نے جو دینا ہے وہ مارکیٹ کا ہے۔ جب کاشنکار اپنے خون پینے کی کمائی سے اپنی فصل بازار میں لاتا ہے تو مارکیٹ کا ایک ثابت اور اچھا نظام نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ مارکیٹ کیمپیوں کو زیادہ allocate کیا جائے تاکہ کاشنکار کی فصل جب شر میں جاتی ہے تو اس کا ایک روپ ہو اور ان کو صحیح قیمت مل جائے۔ اس سال اسی اسمبلی میں wheat crop سے پہلے رونارویا کیا تھا کہ ہمارے کاشنکار کو خدشہ ہے کہ ان سے گندم صحیح ریٹ پر اور صحیح بھاؤ پر نہیں خریدی جائے گی۔ میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ وہی کچھ ہو جو خدشہ تھا اور میں on the floor of the House یہ بانگ دہل اور وثوق سے بات کر رہا ہوں کہ کوئی سنظر ایسا بتا دیں کہ جس سے کاشنکار کو ایک بوری بغیر رشتہ کے مل گئی ہو۔ کاشنکار کی گندم جیسے لائی گئی ہے وہ اس سے وصول کر لی گئی ہو، میں ایسے کئی واقعات بتا سکتا ہوں کہ کاشنکار سنظر پر بوریاں لے کر گیا ہے تو سنظر انچارج نے وہ بوریاں اس سے نہیں لیں بلکہ وہی بوریاں اسی حالت میں ایک تاجر سے یا ایک بیوپاری سے لی گئی ہیں جو کہ کاشنکار کے ساتھ ظلم ہے۔ ایوب ریسرچ سنظر ایک بہترین اور بڑا مضبوط سنظر تھا۔ ایوب ریسرچ سنظر فیصل آباد کی حالت اب یہ ہو گئی ہے کہ وہاں کوئی قابل ذکر درائی ٹی آپ کاشنکار کو نہ دے رہے ہیں اور اس کی وجہات کو دیکھنا بھی ضروری ہے۔ دوسری بات agriculture کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ کاٹن یا گندم کی جگہ پر آپ پھول اگانے کی بات کریں گے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ agriculture sector crop zonning میں ایک بہت بڑا فیکٹر ہے۔ میں بارڈر ایکار ہنے والا ہوں آپ وہاں پر سروے کروالیں۔ ہم نے اپنے بارڈر کے ساتھ

انڈیا میں گندم کا ایک ایکڑ بھی نہیں دیکھا۔ وہ وہاں پر صرف oil seeds یعنی کم پانی والی فصلیں کاشت کرتے ہیں۔ آپ یہاں پر ریسرچ کے لئے جو پیسے رکھ رہے ہیں کہ جو ایریا کاٹن سے نکل گیا ہے اس کو واپس لانے کے لئے، آپ پھر کاٹن اگانے کے لئے وہ پیسے مختصر کر رہے ہیں۔ آپ کاٹن کو improve کرنے کے لئے یاری سرچز کو incentive دیں جو کہ زیادہ تر گور نہ منٹ سیکٹر کو چھوڑ کر پائیویٹ سیکٹر میں جا رہے ہیں۔ short term crops کاٹن کی وہ ورائٹی کیونکہ مل ماکان نے سازش کے ذریعے گئے کا سیزن چھ تین میسے میں پک جائیں، گنے کی وہ ورائٹی کیونکہ مل ماکان نے سازش کے ذریعے گئے کا سیزن چھ میسے سے تین میسے پر محیط کر دیا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ آپ ایسی ورائٹیوں کے لئے فنڈز رکھیں جو کم عرصے میں پک کر تیار ہو جائیں اور وہ کاشتکار کو اچھی فصل اور رقم دے سکیں۔ ہمارے ہاں مناسب پانی کا ذریعہ صرف نظام آبپاشی ہے اور پاکستان اور پنجاب کا نظام آبپاشی دنیا میں بہترین نظام ہے اس کے لئے معقول رقم رکھی گئی ہے لیکن اس کی implementation utilization کے متعلق گزارش یہ کروں گا کہ بیراجوں اور نسروں میں بہتری لانا حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے۔ ڈیمز کو maintain کرنا وفاق کا مسئلہ ہے۔ ان کے لئے جو آپ lining strengthen ہو گئے ہیں اس پر میں عرض کروں گا کہ ہمارے ضلع میں کم از کم وہ نسروں لی جا رہی ہیں جو ششماہی نسروں ہیں یا جو non perennial نسروں ہیں۔ یتھے علاقے میں جو نسروں ہیں وہاں کے ایسے واقعات بتا سکتا ہوں کہ اس چھ میسے کے عرصے میں تیر cuts ہو گئے ہیں، نسروں کی تیرہ breaches ہوئی ہیں۔ وہ علاقے جو خطرناک ہیں ان کے لئے خاص طور پر توجہ سے رقم رکھی جائے تو اس علاقے کے کاشتکار کے لئے بہتری ہو سکتی ہے۔ پختہ کھالوں کا ایک اچھا منصوبہ ہے لیکن اس کی بدحالی یا اس پر implementation کی جو قباحتیں ہیں ان پر بھی خاص طور پر غور کیا جائے کہ اچھے اور ترقی پسند کاشتکار اگر اپنا کھالہ پکا کرنا چاہتے ہیں تو ان کو رقم فراہم نہ کی جاتی ہے اور اس پروگرام کے تحت آپ جو نئے کھالے بنارہے ہیں تو آپ سے 25 فیصد کے نام پر دو چار مرلے ایک کھال پکا کرتے ہیں۔ اس کے لئے یہ طریقہ کا تبدیل کیا جائے کہ اگر پرانے کھال کو بھی کوئی پختہ کرنا چاہتا ہے تو یہ رقم جو اس سیکٹر میں ہے ان کو بھی دینی چاہئے۔ laser land leveller کا جماں تک تعلق ہے تو یہ ہماری ہی تجویز تھی اور ہم دے رہے تھے۔ اس کی شرائط بھی سخت ہیں۔ 25 ایکڑ کا مالک ہونا اور 25 ایکڑ کا مالک 60 ہارس پاور سے اوپر کا ٹریکٹر رکھتا ہو تو اس کو یہ laser land leveller ملتا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ 25 ایکڑ کا مالک کیا 40 ہارس پاور کا ٹریکٹر رکھنے کی اس طاعت

رکھتا ہو تو وہ 60 ہارس پاور یا 85 ہارس پاور کا ٹریکٹر کماں سے لے گا۔ آپ کو یہ شرط بھی نرم کرنی چاہئے اور اس میں liberally ہر یونین کو نسل کی سطح پر laser land leveler سپلانی کرنے کا انتظام کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! واٹر سپلانی کے متعلق جو رقم 5.2 بلین روپے رکھی ہے اس میں پچھلے تین بجھوں میں اپوزیشن کی طرف سے یہ تجویز آئیں تھیں کہ آپ ٹی ایم ایز کو جو پیسا دے رہے ہیں یہ فضول خرچی ہے، ضائع ہوتا ہے۔ جب ان کے پاس انفرائلنگ بھی نہیں ہے، جب وہ دیکھے ہی نہیں سکتے۔ ایک تحصیل ناظم زیادہ سے زیادہ اپنی تحصیل کے معاملات یا جس شر میں وہ مقیم ہوتا ہے وہ وہاں کے پانی کے مسائل حل نہیں کر سکتا تو وہ دیہاتی علاقے کو کیسے پانی پہنچا سکتے ہیں۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ میرے حلقة میں 13 واٹر سپلانی کی سکیمیں ٹی ایم اے کی زیر نگرانی ہی ہے اور میں حالاً گفتا ہوں کہ اس وقت ان میں سے ایک بھی نہیں چل رہی۔ یہ پیسے کا غیار ہے یہی بات رانثانہ اللہ صاحب نے آپ کو آئینہ دکھانے کے لئے کی ہے جس پر میرے تمام بھائی تنخ پاہ ہو رہے تھے۔ بجٹ کے حوالے سے میدیا میں دن رات جو تذکرے ہو رہے ہیں تو کیا یہ رانثانہ اللہ کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے اور یہ بہتری کے لئے تقید ہے۔ آپ سننے کے شعبے کے لئے حوصلہ پیدا کریں۔ میں اپنے تمام بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ آپ زراعت کے شعبے کے لئے stand لیں اور جب یہ سیکٹر تباہ ہو جائے گا تو کیا آپ کے کارخانے چل پائیں گے۔ آپ دیکھیں کہ یہ agro based ملک ہے، آپ industrial-based economy کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم industrial-based economy پاکستان میں چل نہیں پائے گی۔ آپ کے کارخانے دن رات بند ہو رہے ہیں کہ یہ گزارش کروں گا کہ واٹر سپلانی کے لئے جو بھی پیسا ہے چلیں آپ نے انجینئرنگ و نگ بناہی لیا ہے تو یہ پیسا اس کے ذریعے خرچ کیا جائے۔ تاکہ غریب آدمی کو پانی مل سکے۔ غریب کسان اور مزدور کی حالت نہ تو آپ اسے پیسے دے کر حل کر سکتے ہیں اور نہ ہی آپ اس کا الاؤنس بڑھا سکتے ہیں۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ سستے بھاؤ کھادیں، ڈیزیل کے لئے کوئی تجویز اور ان کے لئے زیادہ سے زیادہ سولیات دیں، جو دن رات محنت کر کے اندھیرے گاؤں میں رہتے ہیں ان کو بھلی پہنچانے کا ثابت انتظام اور واٹر سپلانی کریں۔

جو پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب کا نعرہ تھا ”پڑھا لکھا پنجاب“ تعلیم سب کے لئے، آپ اس سیکٹر میں حال دیکھ لیں کہ میں آپ کو چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ ضلع بہاولنگر میں اس وقت 32 کروڑ روپے unspent پڑے ہیں اور اس میں وہ تین حلقوں جو پیپلز پارٹی کے ایمپلائیز کے ہیں ان کو سکیم میں سرے سے دی، ہی نہیں گئی ہیں۔ تو پھر آپ کیسے پڑھا لکھا پنجاب کے تحت پورے پنجاب میں تعلیم دے لیں گے۔ آپ، سیلیٹھ سیکٹر ریفارمز کی بات کر رہے ہیں میں آپ سے گزارش یہ کروں گا کہ آپ نے ”پانی سب کے لئے“ نعرہ لگا دیا ہے۔ آپ صرف ایک نعرہ لگا دیں کہ ”مفت پانی سب کے لئے“ کاشنکار، مزدور اور دیہاتیوں کو آپ مفت پانی پہنچا دیں تو یہ آپ کا کارنامہ لکھا جائے گا ورنہ جیسا کہ رانائی اللہ صاحب نے فرمایا ہے بلکہ صحیح تقدیم کی ہے اور آئینہ دکھایا ہے کہ آپ جو پیسے خرچ کر رہے ہیں ان کا affect ہی نہیں ہے کیونکہ آدھا خود بُرد ہوتا ہے اور آدھا خرچ ہوتا ہے۔ آپ جو پڑھا لکھا پنجاب، صحت مند پنجاب، فلاں پنجاب کیسے بنالیں گے۔

جناب والا! آخر میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر خزانہ صاحب کا وہ جارحانہ انداز اپنی تقریر میں فرمایا اور ایک بڑی لمبی است ہے اور اس میں یہ سوال کیا کہ یہ کس نے کیا، یہ کس نے کیا؟ اس کے متعلق صرف یہ گزارش کروں گا کہ یو ٹیلیٹی سٹور کا جو نظم آپ لانے جا رہے ہیں میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کس نے دیا تھا، یہ چیزیں، سیمینٹ اور کھاد کے کارخانے، قاسم پورٹ، پسni اور گوادر کی بندرگاہیں، پاور پر جیکلیش، آئکل ریفارمز کس نے قائم کی تھی۔ سینڈک پراجیکٹ، Mara Navel Base میںیکل کمپلیکس اور سٹیل مل جس کے آج کل چرچے ہیں یہ کن حکومتوں کے کارنامے تھے۔ جو بھی حکومت آتی ہے اپنے حساب سے ڈویلپمنٹ کرتی ہے۔

جناب والا! سب سے آخر میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کے ملک کو نیو ٹکٹر پاور کس نے بنایا تھا۔ آپ کے ملک کو آئینیں کس نے دیا تھا، آپ کے اس پنجاب میں میرٹ پر نوکریاں دینے کا رواج کس نے قائم کیا تھا۔ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ اس پنجاب میں امتحانات میں بوٹی مافیا کو کس نے ختم کیا تھا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اس طرف سے جو تجاویز لینے کے بجائے ہمیں گھورا جا رہا ہے۔ میں نے پورا بجٹ پڑھا ہے، سارے دستاویزات دیکھے ہیں۔ میں مذارت سے کہتا ہوں کہ میرے پنجاب میں جس میں میرا گھر ہے وہاں غربت، بے روزگاری، لوت مار، ڈکیتی، چور بازاری، اقرباء پوری، لاقانونیت، نا انسانی سیاست وہ سب کچھ وافر مقدار میں ہے جس کی

انسان تو قبھی نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! آخر میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ہمارا طریقہ:-

میرا طریق امیری نہیں فتیری ہے

خودی نہ نیچ غربی میں نام پیدا کر

شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: دارث کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: sir, Excuse me, اگر میرا نام کل کے لئے رکھ لیں تو  
مربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ next is ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب!

(ایوان سے ”کل“ کی آوازیں)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! ایوان کی ڈیمانڈ بے کہ کل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: is next چودھری زاہد پرویز صاحب!

(ایوان سے ”کل“ کی آوازیں)

چودھری زاہد پرویز: شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے سال 2005-06ء میں بحث پیش کیتا گیا تھا اج  
چوتھا بحث اسے بھی وچ پڑھا گیا۔ پچھلے سال وی میں ایسہ گل کیتی سی کہ 2005-06ء میں بحث دی  
میں تعریف کراں یا نہ کراں، جس طرح بحث مکن والا ہووے گا جس طرح 10 دن بعد ایسہ مک  
جاناں فیر پتا کراں گے کہ ایسہ چنگا یا مٹا سی۔

جناب سپیکر! سب توں پہلے جیسا ہے بحث پیش کیتے جاندے نہیں میں سمجھدا اس کہ  
عوام دی بھلائی لئی پیش کیتے جاندے نہیں، عوام دامعيار زندگی بلندر کھن واسطے کیتے جاندے نہیں یا  
اونہاں نوں ضروریات زندگی مددی رئے، اوہدے واسطے پیش کیتے جاندے نہیں۔

جناب سپیکر! کسے وی بندے نوں جیسا دنیا تے آندا اے اوہ ماڑا ہووے، مگرًا ہووے  
اوہنہوں روٹی، کپڑے تے مکان دی ضرورت ہوندی اے۔ اگر ایسہ چیزاں کے نوں اوہدی کمائی دے  
وچ لمحدیاں رہن تے فیر بحث وی سب کچھ ٹھیک اے تے جے نال لبھن تے فیر اس بحث نوں کیا  
کرنا ہوندی اے۔

جناب والا! اگر تی قیمتاں دا موازنہ کرو 2005 توں جون 2006 تک تے پچھلے سال آٹا 300 روپے من توں وی مہنگاویکیا، گوشت جیسٹرا 1/200 روپے سی اس ویلے ڈھانی پونے 45 روپے سیر ہویا اے، جیسٹریاں سبزیاں یادالاں دی قیمت وی تقریباً 50 فیصد دو دھنکی اے تے خاص طور تے جیسٹر اچھی نافیا اے، پچھلے سال چینی دی قیمت 1/27 روپے کلو سی اس ویلے شراری تے پنڈاں وچ 40 توں لے کے 45 روپے کلو تک ملدی اے۔

جناب پیکر! ایں گل دا بڑا اوایلہ یا بڑا سورپریز اے کہ چینی یو ٹیلیٹی سٹوراں توں سستی لمحے گی اول تے ساڑے ملک دی ضروریات دے مطابق یو ٹیلیٹی سٹور ہے ای نئیں تے جے کوئی 500 ہے نئیں تے 15/16 کروڑ آبادی نوں پورے نئیں آندے۔ لمیاں لمیاں لیناں لگیاں ہوندیاں نیں دوسرے روز اخباراں وچ ایسہ گل کھمی ہوندی اے کہ جیسٹریاں چیزیاں یو ٹیلیٹی سٹوراں توں ملدیاں نیں اور پوریاں عالص وی نئیں ہوندیاں تے لوکاں نوں جواب ای مل جاندا اے۔ میں ایتھے اک تجویز پیش کرائیں گا وزیر اعلیٰ پنجاب نوں اور حکومت پنجاب نوں کہ جس طریق پسلے ڈپو سسٹم سی ایس طریق سارے پنجاب دے وچ ہر محلے وچ ڈپو بنادتے جان او تھے، چینی ملے، او تھے ہور ضروریات زندگی ملن تاکہ ہر بندے دی دسترس وچ چیز ہو وے۔

جناب پیکر! ساڑے جیسٹر امزدور طبقہ لوگ نیں یا تجوہ دار لوگ نیں جدوں اونہاں دا میدنہ ہوندا اے کیاں وچاریاں کول پیسے کم جاندے نیں۔ اگر کوئی دیہات وچ یا اونہاں دے اپنے علاقے وچ کوئی ڈپو یادکان ہو وے تے او تھوں لوکی ادھار وی لے سکدے نیں۔ یو ٹیلیٹی سٹور والیاں نیں کسی نوں ادھار نئیں دینا تے میری ایسہ تجویز ذرا راجہ بشارت صاحب، وزیر خوارک صاحب یا باقی وزیر اعلیٰ پنجاب تک پہنچاں۔ اگر ایسہ کم کرن تے بہتری ہو وے گی۔

جناب پیکر! باقی رہ گئی قیمتاں دی گل تے تی ایسہ ویکھ لوؤکہ مکان بنانا ج کسے ماڑے بندے دے وس دی گل نئیں۔ اوه اک حاطہ زمین جیسٹر 4/51 کھدی دی نئیں لے سکد اگوں ایٹاں کلڈیاں مسٹنگیاں نیں، سیمنٹ کلڈا مہنگا، سریا کلڈا مہنگا ایسہ کے غریب بندے دی دسترس وچ رہ ای نہیں گیا مساواۓ اوه بنداجنہوں دو نمبر کمائی لجھدی ہو وے اوه بے شک اپنی کوٹھی بنالوے، اپنا محل بنالوے جو کچھ مرضی بنالوے۔ ماڑے لوکاں دی دسترس وچ نئیں رہ گیا کوئی مکان ہی بنالین یا کوئی ایسی چیز خرید کے کھالین۔ ایتھے ساڑا پنجاب جیسٹر اے ایتھے سارے لوک جیسٹرے جنکے دیسی زیادہ نیں جنساں دی خوارک چنگی یا اپنے وگوں دو دھن، لسی، گھیو جیسٹرے پیاندے نیں۔ تی اے ویکھو

کہ پچھلے سال دو دوہ دی قیمت 25/20 روپے سی اج 40/35 روپے کلوٹک ہو گئی اے۔ جناب ایسہ جیسڑیاں چیزاں لیدیاں منگیاں لو کی کس طراں کھان گے، کس طراں اپنے آپ نوں تگزار کھن گے، کس طراں صحت مندرہ سکدے نیں۔ ایسہ چیزاں دو دوہ دی اگر میں تمانوں تھوڑا جیالینوں کنڑوں رکھن دی گل کراں تے ساڑے ایتھے پنجاب دی منڈیاں وچ تقریباً 70/80 ہزار یا لکھ روپے دی بخداک دی اے پئی تے جے اینہی منگی کوئی بندہ بخ لوے، ونڈا لوے، توڑی دواڑھائی سوروپے من وکدی اے تے اود کس طرح جیزاں جیسڑیاں سستیاں ہوں گئیاں۔ اگر تے گورنمنٹ خاص خیال رکھے کہ چیزاں سستیاں ہوں تے فیر لوکاں نوں ایسہ جیسڑی چیزاے میسر آسکدی اے۔

جناب سپیکر! مساڑا جیسڑا صوبہ پنجاب اے ایتھے لوکاں نوں بڑا شوق کشتنی کھیڈن دایا کبڈی کھیڈن دا لیکن ایسہ ساڑیاں گیماں جیسڑیاں تقریباً ساڑے پنجاب و چوں مک ای گنیاں نیں۔ ایسیاں رہیاں نئیں۔ جیسڑے کھاڑے سن بڑے بڑے آباد رہے تے ساڑے پنجاب نے، اس خطے نے وڈے وڈے پہلوان پیدا کیتے نیں رسمت ہند، رسمت زمان، ستارہ پاکستان لیکن اج کوئی بندے کھاڑیاں وچ جاندے نیں صرف گل اے کہ منگانی بڑی اے تے کھان پین دیاں ساریاں چیزاں اونہاں دی دسترس وچ نئیں رہیاں۔ اگر ماضی قریب وچ جائیے اج توں 30/20 سال پہلاں لاہور منٹو پارک وچ ہر ہفتے کشتیاں ہوندیاں سن۔ اک صحت مند معاشرے وچ سارے بندیاں نوں شوق ہوندا اسی اپنے پتراں نوں پالن دا، تگڑا کرن داتے اج ایسہ جیسڑی چیزاے سانوں نظر نئیں آؤندی۔

جناب سپیکر! ایسہ جیسڑیاں چیزاں تھی ہن منگانی دی گل کر دے اوزیر اعظم تے صدر پاکستان نے بڑی ہدایت کیتی اے۔ میں صوبائی حکومتاں نوں بڑی ہدایت کرناں کہ قیمتاں کنڑوں رکھن لیکن ایسیاں اپنے ناں صدر دی گل اتے کوئی عمل ہو یا تو اوزیر اعظم صاحب دی گل تے کوئی عمل ہو یا اے۔ اج وی قیمتاں اوسے طراں نیں جس طراں دو میئنے یا تین میئنے پہلاں کی جدوں دے صدر تے وزیر اعظم کلپن ڈئے نیں کوئی قیمتاں جیسڑیاں کٹ نئیں ہوئی۔ ایسہ جیسڑا بجٹ 2006-07 پیش کیتا گیا ایہدا دی اگلے سال ہی جا کے موازنہ ہووے گا کہ آیاے بجٹ غریب عوام واسطے یا پنجاب دی عوام واسطے ایک نعمت اے یا زحمت اے۔ اگر قیمتاں کنڑوں ہو یا تے لوکاں دی دسترس وچ ہر چیز خریدنی ہوئی تے فیر تے بجٹ دی تعریف کر چھڈاں گے اگر جے ایسے طراں قیمت دوی ری تے فیر اسال بجٹ نوں اسال کیسہ چنگا آکھنا۔

جناب سپیکر! ہن میں لاءِ اینڈ آرڈر دی طرف آواں گا کہ ساڑے ایس بجٹ دے وچ

20۔ ارب روپیہ پولیس واسطے رکھیا گیا، اونہاں دی ریفارم واسطے، اونہاں دی بہتری واسطے تے، اونہاں دے سارے کماں واسطے لیکن تی روز اخبار اس چک کے ویکھ لوز کہ سویرے تمانوں لاہور ورگے شر دے وچ کوئی 15/20 ڈکیتیاں ہوں گئیاں، گوجرانوالہ وچ بے شمار ہو گئیاں، سیالکوٹ جیسراً اسٹرل پنجاب اے ایتھے اتنے جویں آخر آئی اے، ڈکیتیاں، قتل، چوریاں، انعام، ڈاکے، زنا دیاں وار داتاں ہوندیاں نہیں۔

جناب سپیکر! اینار وپیہ پولیس واسطہ رکھن دے باوجود اور بدی کار کر دگی کی اے۔ میرے نالوں زیادہ تمانوں پتا ہونا یہ سہ کہ پنجاب وچ ڈکیتیاں ڈکیتیاں ہوئیاں نہیں، سارے سال دے وچ ہور کتنے جرائم ہوئے نہیں تے میں سمجھدا واں ڈکیتیاں ڈکیتیاں جیسڑیاں برآمد ہوئیاں نہیں یا کیتیاں چوریاں برآمد ہوئیاں نہیں، کتنے ملزم پھرے گئے نہیں یا کہنا مال برآمد ہو کے اصل ماکاں نوں ملیا۔ میں ایتھے گل کرداں وال تماڈی ای مسلم لیگ حکومت داک وزیر اعلیٰ شہزاد شریف کی جدے وقت دے وچ حصے کوئی وڈا henious crime ہوندا سی، کوئی وڈا جرم، کوئی گینگ ریب ہونا یا ڈاک پیٹنا تے اوہ آپ موقعتے گا جاندا ای۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اتے جا کے اوتحے موقعتے ذی آئی جی وی آ جاندا سی تے ایس پی وی آ جاندا سی تے اونہاں نوں ہدایت کیتی جاندی سی کہ تیناں پجوؤں دنال یا ستاں دنال وچ بندے پھر ووتے اونہاں دے جاں نال لوکی ڈر دے سن تے جرائم جیسراً ازیر میں گیا۔ میں ایتھے تجویز دیاں گا راجہ بشارت صاحب بڑے چنگے بندے نہیں اگر یہ سہی اونہاں دی تقليد کر دیاں کاپی کر لیں جیسے کوئی ایڈا جرم ہو وے اوتحے جایا کرن تے میرا خیال اے کہ جرائم وچ ضرور کی آئے گی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نوں آپ جانا چاہیدا اے۔ اوجٹ پترے اونہوں آپ جانا چاہیدا بلکہ راجہ بشارت یا ہور کوئی جاوے تے ایس کم وچ بہتری بیدا ہو سکدی اے۔

جناب سپیکر! بیل تھ دی بڑی گل ہوئی تے، سیل تھ واسطے 4۔ ارب روپے رکھا گیا لیکن میں سمجھناں وال کہ غریباں لوکاں نوں ایہدا کوئی ایہدا فیدا فیدا نہیں ہوندا جیسڑے ساڑے ملک دے یا ساڑے صوبے دے پیش ڈاکٹر ساریاں نوں ترغیب ایہ سہی دیندے کہ ساڑے پر ایویٹ کلینکاں تے آؤ جیسڑا بند اپر ایویٹ کلینک تے جاندا اے اودھے کولوں ہزار روپیہ فیس باقی ٹیکٹ وغیرہ پاکے چار پانچ ہزار تے سرے چڑھ جاندا اے تے چنست سودی دوائی ہو جاندی اے تے ماڑے بندے نوں اونچ ای آرام آ جاندا اے۔ ماڑے بندے واسطے ایہ ڈاکٹر شاکٹر جیسڑے نہیں کوئی ایہدا

کوئی کم نہیں کر دے۔ تے ایسے لئے اونہاں نوں عطاً ڈاکٹر اے کے کول جاناں پیندا جیسٹرے 20/30 روپے لے کے ٹیکہ وی لاچھدے نہیں تے دوائی وی دے چھڑ دے نہیں۔ ایسہ پاند کیتا جانا چاہیدا اے جیسٹرے وڈے ڈاکٹر نہیں اوه صرف 100/200 روپیہ فیس لین۔ اگر یعنی فیس لین تے فیر ماڑے بندے وی اونہاں کو لوں اپنا علانج کر سکدے نہیں۔ ایسہ صرف ٹگریاں بندیاں واسطے ڈاکٹر نہیں ماڑیاں واسطے کوئی نہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم دی گل ہوئی اے تے وزیر اعلیٰ پنجاب نے یا اس حکومت نے تعلیم دسویں تک مفت کر چھڈی اے۔ جناب! میں یاد کروں گا تے ساریاں داریکارڈ درست کراں کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو دے دور دے وچ اوہ دوں تعلیم دسویں تک مفت ہو گئی کی، طالب علماء نوں فری آنا جانا لبھ گیا سی۔ ایسہ اوس ولیے دی گل اے جدوں بھٹو صاحب نے آج توں 30 سال پلے کر چھڈیا سی ایسہ ان کرن دئے نہیں تے بڑا احسان جتنا ڈئے نہیں۔ (نصر ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایسہ گل چل نکلی اے تے میں سمجھنا کہ بھٹو دے ساڑی اس قوم تے اوه احسان سن جیسٹرے ساری زندگی نہیں بھلا سکدے۔ بھٹو دا ایسہ وی احسان ہی کہ 90 ہزار مسلح فوجی جیسٹرے ہندوستان دی قید وچ سن اوه چھڑا کے لیا ندے جنمائے وچ جریں ولی سن، بریگیڈیر وی سن، کرنیل ولی سن، میجر وی سن ہور فوجی وی سن۔ تے جرمیاں نے پٹو صاب نوں احسان دا بدلا دتا کہ انہاں پھائے لاچھڈیا۔ اے ساڑے ملک دے جرمیاں نے کم کیتا۔ اونے فوجی چھڈا کے لیا ندے ہندوستان توں تے اوناں نے اینوں پھائے لاچھڈیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ شکریہ۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! گل تے کر لین دیو۔ ویلانیں کیا گل تے کر لین دیو کوئی بھیڑی گل تے میں نہیں کردا پیاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا نام ہو گیا ہے۔ اب میں شیخ علاء الدین کو فلور دیتا ہوں۔

شیخ علاء الدین: جناب سپیکر! میں کل بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا نام آیا ہوا ہے۔

شیخ علاء الدین: میں جانتا ہوں لیکن میرے پاس کوئی ایسی تجاویز ہیں کہ میں انہیں کل پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، اگلے ہیں محمد لطیف عاقل!

میاں محمد لطیف پنوار اچھوت: جناب سپیکر! میں بھی کل تقریر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہتر، الگی ہیں۔ محترمہ عابدہ جاوید صاحب!

محترمہ عابدہ جاوید: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ سب سے پہلے تو میں اپنے رب کا شکر ادا کرتی ہوں اس کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر! آپ کا شکر یہ ادا کرتی ہوں۔ آج میرے بھائیوں نے تقدیر کیں اور بحث پر بہت سی باتیں کیں میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتی میں اب وہ باتیں کہوں گی جو اس سے ذرا مختلف ہیں اور صوبہ پنجاب کے استحکام اور اس کی ترقی کے لئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں بی بی! آج آپ بحث پر بحث کریں گی۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں بحث پر ہی بات کروں گی تلقید بھی کروں گی اس کی اصلاح کے لئے تباویز بھی دوں گی اور تقدیر بھی کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بحث کے مطابق۔

جناب ارشد محمود گو: جناب سپیکر! حکومتی بخوبی سے یہ ensure کروائیں کہ وہ بڑے غور سے ان کی تقدیر سینیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل بڑے غور سے سینیں گے، سب غور سے سینیں گے۔

محترمہ عابدہ جاوید: میری ہر بات صوبے اور پاکستان کے استحکام اور اس کی ترقی کے لئے ہے۔ بحث تو 58 سال سے آور جاری ہے ہیں یہ باتیں جو میں کہنا چاہ رہی ہوں ایسی باتیں آپ نے کم ہی سنی ہوں گی۔

وزیر ہاؤسنگ اینڈ اینڈ بی ڈولیمینٹ: پاؤ اسٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر ہاؤسنگ اینڈ اینڈ بی ڈولیمینٹ: جناب سپیکر! میں on behalf of the Treasury

اس بات کی assurance Benches دینا چاہتا ہوں کہ ہم آنٹی کی بات کو غور سے سینیں گے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں پندرہ منٹ ٹائم لوں گی پہلے آپ پندرہ منٹ announce

کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ پندرہ منٹ کیا میں آپ کو آدھ گھنٹے دوں گا لیکن اس کے بعد بیگم فرزانہ نذیر کو اجازت دوں گا۔

محترمہ عابدہ جاوید: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے آئندہ ماں سال 2006-07 کے لئے دو کھرب 74۔ ارب دس کروڑ روپے کا بجٹ پیش کر دیا ہے۔ اللہ کرے کہ اس پر دینداری سے عمل ہو سکے۔ بجٹ عوام کے لئے ہوتا ہے اور عوام فوری ریلیف چاہتی ہے انہیں لفظوں کی تیرا پھیری اور خوشنا و عدوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی عوام چاہتی ہے کہ اسے روزمرہ زندگی میں بہتر سے بہتر سولیات سستی اور آسانی سے مل سکیں۔ مگر انصاف سے دیکھا جائے تو غربت، مہنگائی، بے روزگاری، کرپشن، انصاف کا فوری نہ ملنا، صحیح خطوط پر احتساب کا نہ ہونا عوام کے اہم مسائل ہیں۔ یہ مسائل انصاف جو کہ سب کو ایک جیسا ملے اور معیشت کو ترقی دینے سے حل ہو سکتے ہیں جیسا کہ میاں نواز شریف کے پلے دور میں جو محترمہ بے نظیر کی حکومت کے بعد اقتدار میں آئی تھی اس میں سب سے پہلے ملکی معیشت کی طرف توجہ دی تھی اس کی وجہ سے ملک میں بیرونی سرمایہ کاری کی آمد شروع ہو گئی، معیشت کی رفتار میں تیزی آئی اور اسی دور حکومت میں زراعت پر توجہ شروع ہوئی اور اسی سلسلے میں پنجاب میں غلام حیدر والیں صاحب کے دور میں نہروں سے بھل صفائی کا کام شروع کیا تاکہ زراعت کے لئے ہر ایک کو مناسب مقدار میں پانی ملے اور پانی نہ کرے آخری سرے یا کھالوں کے آخری ٹیل تک پہنچ سکے۔ یہ ان کی سوچ تھی جو معیشت کو ترقی دینے کے لئے، ملک کو اور پنجاب کو ترقی دینے کے لئے کی تھی۔ اسی دور میں بند فیکٹریوں کے کھلنے کی کوششیں شروع ہوئیں۔ چھوٹے قرضوں کے لئے دروازے کھلے۔ سماں انڈسٹری کی طرف توجہ دی گئی، بنکوں نے چھوٹی انڈسٹری کے لئے قرضے دیے۔ آپ ذرا میری بات سن لیں اس میں میاں نواز شریف یا کسی کی تعریف کی بات نہیں اس میں پاکستان اور صوبہ پنجاب کے استحکام کی بات ہے اگر کسی حکومت نے کوئی اچھے اقدامات کئے ہیں پاکستان کی ترقی کے لئے تو اس کو appreciate کرنا چاہئے اس سے گھبرا نہیں چاہئے۔ آنے والا وقت آپ کو بتائے گا اگر تلقید برائے تلقید نہ ہو تلقید اصلاح کے لئے ہو تو اس کے رزلٹ آپ کو دکھائی دیں گے، انشاء اللہ۔ یہ تو میں وہ بات بتارہی ہوں جو حقائق ہیں میاں نواز شریف کے دور میں جو ترقی ہوئی وہ بتانے کا میں حق رکھتی ہوں اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بجٹ کے ساتھ ساتھ ان بالوں کو کہنا کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں

حق کی بات کرتی ہوں کیا آپ اس بات کو نہیں مانیں گے کہ میاں نواز شریف نے جو ایٹمی دھماکہ اندوں اور بیرونی دباؤ کے باوجود کروایا کیا یہ اپنے وطن کے دفاع کے لئے قابل تحسین نہیں ہے؟ آپ اس کو دیکھیں، آپ اس پر غور کریں اور آپ اس کو نہیں۔ کیا میاں شہزاد شریف نے سڑکوں کا جال نہیں بچھایا؟ آپ مانتے ہیں کہ نہیں مانتے، گودر پورٹ، ساحلی شاہراہ، مکران تاکر اچی، جاپان سے آب دوزوں یونیکی تیاری اور چین سے 17-J طیارہ سازی کے معاهدے کئے گئے کہ نہیں کئے گئے؟ (نصرہ ہائے تحسین)

آوازیں: کئے گئے۔۔۔

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ اور اگر 12۔ اکتوبر کو ہماری حکومت قائم ہوتی تو کالا باع ڈیم کی تعمیر شروع ہو چکی ہوتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کونسی خوش قسمت حکومت ہے جس کے حصے میں کالا باع ڈیم بنانے کا موقع آتا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ اس وقت صدر محترم کے پاس بہت اچھا ٹائم تھا وہ کالا باع ڈیم کی تعمیر کے لئے اعلان کر سکتے تھے۔ چھ سالوں سے وہ کہ رہے ہیں لیکن کیا وجہات ہیں؟ کیا وہ جرأت مندانہ فیصلہ نہیں کر سکتے آخر کیا وجہ ہے؟ باقی تمام فیصلے وہ کر سکتے ہیں کیا ڈیم بنانے کا وہ فیصلہ نہیں کر سکتے؟

وزیر ہاؤسنگ اینڈ ار بن ڈولیمپنٹ: جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ عابدہ جاوید: آپ کو کیوں نکلیف ہو رہی ہے آپ نے تو ایں ڈی اے کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی! آپ جاری رکھیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: آپ نے تو ٹاؤن شپ کے مسائل کو مسلمانستان بنادیا۔ بجٹ میں تعلیم کے لئے 12.5 ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کم ہیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! آپ ذرا آواز آہستہ کر دیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: آپ میری بات ذرا غور سے سنیں آپ نے بہت سی بجٹ پر تقریریں سنی ہیں میری بھی ذرا سی لیں۔ میں بات دل سے کہتی ہوں میں زبانی کلامی نہیں کہتی۔ میں واقعی عوام کا در در کھر بات کہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نامہ مزید پندرہ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں تعلیم کے بارے میں بات کروں گی کہ تعلیم حیات انسانی کا وہ تجربہ ہے جس پر اس کے وجود اور بقاء کا انحصار ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں نازل ہونے والی آیات تعلیم اور علم پر ہے اور انسان کی تخلیق کا بنا یا گیا ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہی ایک نسل کے تجربات۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔۔۔

محترمہ عابدہ جاوید: نعرہ تکمیر۔۔۔

آوازیں: اللہ اکبر

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! تعلیم کے ذریعے ہی ایک نسل کے تجربات دوسری نسل تک پہنچتے ہیں۔ کسی بھی قوم کے نظام تعلیم میں رائج نصب تعلیم اس قوم کی تاریخی، نظریاتی، ثقافتی، اخلاقی اور سماجی اقدار ظاہر کرتی ہیں۔ نصب تعلیم فہم، احساسات، تحسبات اور تفکر سے خالی نہیں ہو سکتا لہذا ہمیں جدید علوم کے ساتھ تمام تعلیمی اداروں میں خواہ وہ الگش میڈیم ہوں یا اردو میڈیم، شعبہ قرآن و سنت اور اس کے اسلامیات اور اخلاقیات کے مضمون کو لازمی کیا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! اذان ہو رہی ہے۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! فرمائیے۔ She is the last speaker اس کے بعد اجلاس adjourn کرتے ہیں۔

سید حسن مرتضی: جناب سپیکر! بس یہ last ہو گا اور انہیں interrupt کریں ورنہ وہ دوبارہ شروع کر دیتی ہیں۔ (تمتنے)

جناب ڈپٹی سپیکر: last ہے۔ Please don't interrupt let her complete۔ بی بی! فرمائیے۔

محترمہ عابدہ جاوید: میں دوبارہ وہیں سے شروع کرتی ہوں کہ تمام تعلیمی اداروں میں خواہ وہ الگش میڈیم ہوں یا اردو میڈیم شعبہ قرآن و سنت، اسلامیات اور اخلاقیات کا ایک مضمون ایسا ہو جو بی اے تک لازمی ہو۔ جب تک اخلاق و کردار اندر سے اور باہر سے مضبوط نہیں ہو گا، آپ چاہے تعلیم پی۔ اتھ۔ ڈی کریں، ڈاکٹر بنیں، انجینئر بنیں، آپ جو مرضی بنیں، جب تک آپ کا کردار مضبوط نہیں ہو گا آپ اپنی جگہ پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اس کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں

اسلامیات کا مضمون ایک ایسا بنا یا جائے جو کہ بی۔ اے تک لازمی قرار دیا جائے تاکہ طلباء کی تعلیم کے ساتھ عمل و کردار پر توجہ دی جاسکے۔ انشاء اللہ اس تربیت سے سیاست اور تمام اداروں میں میرٹ پر سلیکشن میں آسانی ہوگی۔ یہ بڑی اہم بات ہے۔ اس سے معاشرے پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ دوسرا آٹھویں کلاس کے بعد طلباء کا تعلیمی رجحان دیکھ کر ان کی رہنمائی کی جائے تاکہ وہ صحیح معنوں میں اپنے مضمایں کی سلیکشن کر سکیں تاکہ والدین کا پیسا اور وقت ضائع نہ ہو سکے۔ وہ آپ کا انداز ہے، یہ ہماری عوام کے درد کا انداز ہے کہ ہم اپنے وطن کے ساتھ اور اپنی عوام کے ساتھ کتنے ملکیں ہیں۔ (قطع کلامیاں)

ایک آواز وقت بڑھادیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وقت کو رہنے دیں۔ آپ انہیں بات کرنے دیں۔

آوازیں: وہ پڑھ کر تقریر کر رہی ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: میں اپنی تقریر ہمیشہ زبانی کرتی ہوں۔ آپ کو اس چیز کا اندازہ ہو گا۔ آپ کو اندازہ ہو گا کہ میں ہمیشہ زبانی کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی۔ آپ کو اجازت مل گئی ہے، آپ کریں۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، جی، میٹھے۔ بی بی کو بولنے دیں۔ بی بی! تقریر کجھے۔

محترمہ عابدہ جاوید: بچوں کا وقت ضائع نہ ہو اور آنے والے وقت میں انہیں روزگار کو حاصل کرنے میں آسانی ہو سکے۔ غریب اور مستحق قابل طلباء کے لئے پنجاب کے تمام شروں میں ایسے ادارے بنائے جائیں جنہیں حکومت اور نیم حکومت چلائے۔ ان کا معیار اعلیٰ ترین ہو، ان میں امیروں کے بچوں کو فیس کے ساتھ داخلہ دیا جائے۔ ان کا معیار ایسا ہو کہ حکومت اور نیم حکومتی اداروں کی سر پرستی میں وہ چلائے جائیں تاکہ غریب بچوں کی تعلیم کے ساتھ اعتماد سازی میں بھی اضافہ ہو سکے۔ ان اداروں میں کھیلوں کے میدان، سومنگ پول اور دوسری تمام سہولیات وغیرہ ہوں۔ اس طرح سالانہ رزلٹ آنے کے بعد تعلیمی میدان میں انقلاب آ سکتا ہے۔ علماء سے مشاورت کے بعد کوہاٹ فنڈ سے ایسے ادارے تعمیر کئے جاسکتے ہیں۔

آوازیں: ٹاؤن شپ۔

محترمہ عابدہ جاوید: ٹاؤن شپ ابھی نہیں۔ میں کرپشن کی بات کرتی ہوں کہ زراعت کا محکمہ کتنا

اہم ہے۔ میں نے اس کے لئے ڈیز کی بات کی ہے۔ آپا شی کا جو ملکہ ہے اس میں جو کر پش ہوئی ہے، اس میں آپ دیکھیں۔۔۔

وزیر تحفظ ماحولیات: پاہنچ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر رہا تھا کہ آنٹی کی خدمت کے لئے ہم ٹاؤن شپ میں ایک مشین لگا رہے ہیں جو کہ ماحول کو صاف سترہار کئے گی۔ (شور و غل)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اوزیر ماحولیات ماحول کو خراب کر رہے ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: بات سنیں، میں نے آپ کو ہمیشہ کہا ہے کہ مجھے کبھی کسی بندے کا ڈر نہیں ہوا۔ کسی ادارے میں سے کسی کا ڈر نہیں ہوا۔ میں صرف اپنے رب سے ڈرتی ہوں اور حق بات، حق بات کہنے سے کبھی نہیں گھبراتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کریں، کریں۔ بی بی! کریں۔

محترمہ عابدہ جاوید: میں اس لئے کہتی ہوں کہ اگر اداروں سے کر پش ختم ہو گی تو پاکستان ترقی کرے گا، صوبے ترقی کریں گے۔ آپ لوگوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ (قنقہ) اگر آپ عوامی نمائندے ہیں تو حکومت کی سوچیں، ان کا درود کھیں۔ ان کے لئے بات کریں۔ انصاف کی بات کریں۔ انصاف تو ہمیں ملتا ہی نہیں۔ جنگل کا قانون ہے۔ یہ دیکھ لیں، کیا کچھ ہو رہا ہے۔ کسی کی بات نہیں سنی جاتی۔ میں ٹاؤن شپ کی بات کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں: آنٹی ٹاؤن شپ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ بات کریں۔

محترمہ عابدہ جاوید: پہلے ان کو تو چپ کرائیں، پھر میں بات کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آپ بات کریں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! یہ بات میں ہمیشہ ہی کہتی ہوں کہ جس ملک میں انصاف ہو گا، جس ملک میں احتساب ہو گا اور جس ملک میں ایک دوسرے کا اس لحاظ سے خیال رکھا جائے گا کہ اگر ایک آدمی سچے دل سے کام کر رہا ہے تو اس کی ٹانگیں مت ٹھیکنگی جائیں۔ دوسرا بات جو میں

یہاں کہنا چاہ رہی ہوں کہ جب سب کو انصاف ایک جیسا ملے گا تو پھر اس سے امن بھی آئے گا اور سکون بھی آئے گا۔ لوگ چین و امن سے زندگی گزار سکیں گے۔ اس کے لئے لازم ہے کہ انصاف ملے کیونکہ انصاف ملے گا تو امن آئے گا۔ یہ لازم ہے۔ اس کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ میں اب ٹاؤن شپ کی طرف آتی ہوں۔ (نصرہ ہائے تحسین)

شکریہ کہ آپ اتنا خوش ہوتے ہیں کہ جب میں ٹاؤن شپ کی بات کرتی ہوں۔ وہ جو ایشیا کا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا منصوبہ تھا، شاید آپ کو نہیں بتا، میں آپ کو بتا دوں اس کے ساتھ ظلم کتنا ہے کہ اسے مسلمانستان بنایا گیا اور اس کے لئے ہم بات نہ کریں۔ کیا میں دوسروں کے لئے بات تو کر سکتی ہوں اور اپنے علاقے کی بات نہ کروں۔ بالکل میں بات کر سکتی ہوں۔ وہاں پر سڑکوں پر گندے پانی کا سیور تج کا، غیر قانونی گیٹوں اور وہاں پر لاٹوں کا مسئلہ اور آپ یہ دیکھیں کہ ایک ایم۔ پی۔ اے کو جتنی تکلیف دے سکتے ہیں وہاں کے بلدیاتی نظام کا جو انچارج ہے وہ مجھے دے رہا ہے۔ یہ آپ دیکھیں۔ (شیم، شیم)

وزیر قانون و پارلیمانی امور جو یہاں بیٹھے ہیں میں انہیں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ نے آج تک میری باتوں کو غور اور سنجیدگی سے نہیں لیا؟  
آوازیں: نہیں لیا۔

محترمہ عابدہ جاوید: نہیں لیا، نہیں لیا۔ اگر آپ نے ان کو سنجیدگی سے لیا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا بلکہ اب تو میرے گھر کے باہر بھی گیٹ لگادیا گیا ہے جو جو بیس گھنٹے بند رہتا ہے۔ کیا یہ عوام کے لئے اچھائی میں جا رہا ہے؟ مجھے جو تکلیف ہے، مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ میں حق کی بات کروں گی اور حق کی بات کروں گی۔ جھوٹے پر تو خدا کی لعنت ہوگی۔ مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے (شور و غل)

جناب والا! کیا عوامی نمائندے عوام کے لئے آواز نہیں اٹھاسکتے؟ ہمیں کیا اختیارات دیئے گئے ہیں؟ صدر محترم نے خواتین کو 33 فیصد نشستیں تو دی ہیں لیکن اختیارات کوئی نہیں دیئے۔ میں آپ کو چلنگ کرتی ہوں کہ اگر میرے پاس اختیارات ہوں تو میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک میسی نے میں پورے پاکستان کے اندر سب حالات ٹھیک کر دوں گی، پاکستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کر دوں گی۔ میں چاہتی ہوں کہ ہمارے ہاں ایسا معاشرہ تشکیل پائے جہاں پر انصاف ہو، غریب اور امیر سب کو یکساں انصاف میسر آئے۔ یہ نہ ہو کہ برائی پھیلانے والے تو دھنڈناتے پھریں اور جو حق کی بات کریں، حق کی آواز بلند کریں ان کے لئے مشکلات پیدا کی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کالاکٹ لاکٹ شکر ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے حق کی بات کرنے کا موقع دیا ہے، جب تک مجھے موقع ملتا رہے گا میں انشاء اللہ حق کی اور سبھی بات ہی کروں گی، پاکستان کی فلاح کی بات کروں گی، امن کی بات کروں گی اور انصاف کی بات کروں گی۔ نعرہ تکبیر، اللہ اکبر۔ آپ لوگوں کو خوشی ہونی چاہئے کہ میں حق سچ کی بات کہہ رہی ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 20۔ جون 2006 صبح 10:00 بجے تک کے لئے متوکی کیا جاتا ہے۔